زیر نگرانی اعلیٰ
مولانا مفتی محمود

ہفت روزہ ترجمانِ اسلام لاہور

اسلامی اقدار کا نقیب

قیمت : ڈیڑھ روپیہ

آل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام کی مجلسِ عمومی کے اجلاس کی روداد

مولانا منظور احمد چنیوٹی کا افریقہ سے واپسی پر اہم انٹرویو

- مسجد ایک دینی شعار کی حیثیت سے
- مولانا ابوالکلام آزاد
- اصلاحی عشرہ موجودہ رفتارِ گناہ کی نظر میں۔
- دارالعوام اور مسائل
- زوالِ سلطنت کے اسباب و علل پر ایک نظر
- کل پاکستان نظامِ مصطفیٰ کانفرنس لاہور
- طلبہ کی سرگرمیاں
- شہر شہر سے خبریں

۱۲ تا ۱۸ جنوری ۱۹۷۹ء
شمارہ نمبر

نعت ہے نارِ جہنم سے رہائی کی سبیل

نعت منشائے الٰہی نعت نطقِ جبرئیل
نعت ہے حکمت کی برہاں نعت عرفاں کی دلیل

نعت جذبِ جاودانی نعت کیفِ سرمدی
نعت ہے مینائے کوثر نعت موجِ سلسبیل

نعت ہے مردِ مسلماں کے لیے فردوسِ گوش
نعت ہے نارِ جہنم سے رہائی کی سبیل

نعت ہے توصیفِ محبوبِ خدائے ذوالجلال
شانِ محبوبی میں ہے جو بالیقیں خود بھی جلیل

سیدِ اولادِ آدمؑ، روحِ اعجازِ کلیمؑ
وہ نویدِ ابنِ مریمؑ، وہ تمنائے خلیلؑ

عالمِ امکاں کے اندر ہے کہاں اس کی نظیر
وسعتِ کون و مکاں میں کون ہے اس کا مثیل

چشمِ گردوں نے نہیں دیکھا کہیں ایسا حسیں
بطنِ گیتی نے نہیں پیدا کیا ایسا جمیل

اس کے خادم دو جہاں میں سربلند و سرفراز
اس کے دشمن ہر جگہ خوار و زبوں زار و ذلیل

شوقِ طیبہ میں ہیں چشم و دل سراپا انتظار
آرزو ہے مختصر میری امیدیں ہیں طویل

سلیم قاصری

انتشار کون پیدا کر رہا ہے؟

جمعیت علماء پاکستان کے صدر مولانا شاہ احمد نورانی نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ قومی اتحاد کے راہنما انتشار کے ذریعہ اپنے اقتدار کو طول دینا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کوٹ ادو میں اپنے ہونے والے جلسے میں گڑبڑ کی ذمہ داری بھی قومی اتحاد کے رہنماؤں پر ڈالی اور خاص طور پر مولانا مفتی محمود کو مورد الزام ٹھہرایا۔

نورانی صاحب کے اسی قسم کے بیانات سے محسوس ہوتا ہے کہ گویا ان کا اپنا ضمیر انہیں بار بار ملامت کر رہا ہے اور وہ اب یہ سوچنے پر مجبور ہوگئے ہیں کہ عوام میں ان کی اپنی انتشار پسندی اور تفرقہ بازی طشت ازبام ہوگئی ہے۔ اب نورانی میاں نے اپنے ضمیر کو مطمئن کرنے اور عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لیے یہ راگ الاپنا شروع کیا ہے کہ قومی اتحاد کے رہنما انتشار کے ذریعہ اقتدار کو طول دینا چاہتے ہیں۔

اس سے قبل وہ اپنے ایک بیان میں یہاں تک بھی کہہ گئے ہیں کہ مسلم لیگ میں انتشار کی ذمہ داری بھی قومی اتحاد پر ہی عائد ہوتی ہے اس کو کہتے ہیں کہ ماروں گھٹنا پھوٹے آنکھ۔

ساری دنیا جانتی ہے کہ مسلم لیگ کو انتشار سے بچانے کے لیے قومی اتحاد کیا کردار ادا کرتا رہا اور اس ملک کے حصول کی خاطر قومی اتحاد نے کیا کیا پاپڑ بیلے اور کتنی ٹھوکریں برداشت کیں۔ خصوصاً پاکستان قومی اتحاد کے صدر مولانا مفتی محمود نے اپنی علالت کے باوجود بھرپور کوشش کی کہ کسی طرح مسلم لیگ انتشار و افتراق کی دلدل میں گرنے سے بچ جائے اور اس کوشش کا اعتراف مسلم لیگی لیڈروں نے بھی برملا کیا۔ خصوصاً چوہدری ظہور الٰہی نے اپنے بیانات میں قومی اتحاد کے لیڈروں کی کوششوں کو سراہا۔

لیکن نورانی صاحب کہتے ہیں کہ مسلم لیگ میں انتشار قومی اتحاد کے رہنماؤں نے پیدا کیا ہے۔ جنوں کا نام خرد رکھ لیا خرد کا جنوں۔ قومی اتحاد سے علیحدگی اختیار کر کے اس میں افتراق خود نورانی صاحب نے پیدا کیا۔ فرقہ واریت کا ناقوس خود نورانی صاحب بجا رہے ہیں مسلمانوں میں سر پھٹول کا منصوبہ خود نورانی صاحب نے بنایا ہوا ہے اور انتشار قومی اتحاد پیدا کر رہا ہے۔ عجیب منطق ہے؟

دراصل اس نوعیت کے بیانات دے کر نورانی صاحب اپنی ان تمام ترکرتوتوں کو چھپانا چاہتے ہیں جو وہ افتراق بین المسلمین کے ضمن میں کر رہے ہیں۔ نورانی صاحب میدان سیاست میں آ تو گئے مگر ناتجربہ کاری اور اپنی فرقہ وارانہ ذہنیت کی وجہ سے (جو کچھ عرصہ کے لیے انہوں نے دبالی تھی) ٹامک ٹوئیاں مار رہے ہیں اور کچھ بن نہیں پڑتا۔

اگر نورانی صاحب دیانتداری سے یہ محسوس کرتے ہیں کہ انتشار کی وجہ سے انتخابات میں تاخیر ہوگی اور قومی اتحاد کے اقتدار کو طول ملے گا تو وہ قومی اتحاد کے صدر کی پکار پر لبیک کہتے ہوئے قومی اتحاد میں شامل ہوکر اس انتشار کو ختم کیوں نہیں کر دیتے جو ان کے اور دیگر پارٹیوں کے قومی اتحاد سے نکلنے کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔

ہفت روزہ ترجمان اسلام لاہور

جلد نمبر ۲۲ شمارہ نمبر ۲

جمعۃ المبارک ۱۲ جنوری ۱۹۷۹ء، ۱۲ صفر ۹۹ھ

سرپرست
مولانا عبیداللہ انور
مدیر
اکرام القادری
مدیر معاون
عمیر الہاشمی

بدل اشتراک

سالانہ	-/۶۵ روپے
ششماہی	-/۳۳ روپے
سہ ماہی	-/۱۷ روپے

فی پرچہ
ایک روپیہ پچاس پیسے

یکے از مطبوعات
جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

رابطہ کیلئے: ہفت روزہ ترجمان اسلام، رنگ محل لاہور ۸

پبلشرز مولانا عبیداللہ انور، پرنٹر الٰہی بخش، مطبع کاسموپرنٹرز، ۴۸۰ موری گیٹ لاہور

قومی اتحاد کے سربراہ نے اپنے بیانات میں پوری وضاحت سے کہا ہے کہ موجودہ حکومت مارشل لاء کی حکومت ہے اور قومی اتحاد مارشل لاء حکومت سے اسلامی نظام کے نفاذ اور ملک میں جلد انتخابات کرانے کی غرض سے تعاون کر رہا ہے اگر نورانی صاحب کو یہ دونوں مقصد دل کی گہرائیوں سے عزیز ہیں تو اس کا صرف اور صرف وہی صلہ ہے کہ وہ قومی اتحاد کی قوت کو مستحکم کر کے ان مقاصد کے حصول میں ممد و معاون ثابت ہوں۔

۱۲ ربیع الاوّل کو حکومت نے اسلامی نظام کے نفاذ اور اکتوبر ۱۹۷۹ء میں انتخابات کے انعقاد کا وعدہ کیا ہوا ہے اس وقت تک حکومت سے تعاون کرنا ضروری و ناگزیر ہے اگر حکومت اپنے وعدے ایفا نہیں کرتی تو حکومت سے عدم تعاون کا اعلان کیا جا سکتا ہے قبل از وقت واویلا کر کے ان دو بڑے مقاصد کی راہ میں روڑے اٹکانا کہاں کی دانشمندی ہے۔ اور کونسی ملک و قوم کی ضرورت ہے۔ ذرا ٹھنڈے دل سے سوچئے؟

رہا نورانی صاحب کا یہ بے سروپا الزام کے کوٹ اڈو میں ان کے جلسے میں گڑبڑ مفتی صاحب نے کرائی ہے تو نورانی صاحب کو سوچنا چاہیے تھا کہ مفتی صاحب کی سیاسی زندگی عوام کے سامنے ہے اور وہ کبھی بھی تشدد کے قائل نہیں رہے حتیٰ کہ اپنے دور اقتدار میں بھی انہوں نے اپنے سیاسی مخالفین پر تشدد نہیں کیا بلکہ دفعہ ۱۴۴ کے ذریعہ بھی آزادیٔ رائے کو روکنے کی کوشش نہیں کی۔ مفتی صاحب نے قومی اتحاد سے باہر کی جماعتوں پر دباؤ ڈالنے کی تلقین اگر کی تھی تو اس کا صاف مطلب اخلاقی دباؤ اور سیاسی گھیراؤ ہے۔ اسے اپنی مرضی کے معنی پہنا کر شور مچانا کہاں تک قرین انصاف ہے۔

انتخاب نو جمعیۃ طلباء اسلام پنجاب

گزشتہ دنوں جمعیۃ طلباء اسلام پنجاب کا انتخاب عمل میں آیا۔ انتخاب میں دستور کے مطابق پنجاب بھر سے آئے ہوئے کونسلروں نے حصہ لیا اور پنجاب کے لیے اپنی قیادت کا انتخاب کیا۔ جن طلباء کو انتخاب جدید میں ذمہ داریاں سونپی گئی ہیں۔ ہماری رائے میں یقیناً وہ اس قابل ہیں کہ طلباء کی قیادت کے منصب پر فائز ہو سکیں۔ کسی بھی تنظیم میں صدر اور جنرل سیکرٹری کے مناصب نہایت ہی اہم ہوتے ہیں۔ طلباء نے ان مناصب کی اہمیت اور حیثیت کا خیال رکھتے ہوئے جن افراد کو منتخب کیا ہے ان کے عزائم کی پختگی، اکابر اعتماد، مقصد سے لگن اور سعی مسلسل عیاں راچہ بیاں کا مصداق ہیں۔ دیگر عہدیداران بھی اعلیٰ صفات سے متعلق ہیں اور اپنی تنظیم کے لیے بہت کچھ کرنے کے ارادوں سے سرشار ہیں ہماری دعاء اور آرزو ہے کہ خداوند رب العزت طلباء کی اس تنظیم کو جو اسلاف کی شاہراہ عظیم پر چلنے کو اپنے لیے ذریعہ نجات سمجھتی ہے اپنے اعلیٰ مقاصد اور ارفع عزائم میں کامیاب و کامراں فرمائے۔ ہم طلباء کو ان کی سیاسی بصیرت پر مبارکباد دیتے ہیں اور اپنے تعاون کا یقین دلاتے ہیں۔ اگر یہ قافلہ اپنے سینے میں یقین و اعتماد کی مشعل روشن کئے آگے بڑھتا رہا تو وہ دن دور نہیں جب منزل مقصود ان کے قدم چومے گی۔

بآں گروں کہ از ساغر وفا مستند
سلام ما برسانید، ہر کجا ہستند

آہ۔ میری پیاری خالہؒ

پچھلے دو ماہ میں یکے بعد دیگرے دو حادثے پیش آئے۔ ۲۱ نومبر ۱۹۷۸ء کو فوت شدہ بچہ پیدا ہوا اور خدا کی امانت کو خدا کے سپرد کر کے اپنی ادارتی ذمہ داریوں میں مصروف ہو گیا۔ اس حادثے کو ایک ماہ گزرا تھا کہ ۲۵ دسمبر بروز پیر صبح آٹھ بجے محترمہ خالہ جان کے اچانک انتقال کی خبر ٹیلیفون پر آئی خبر سنتے ہی سر چکرا کر رہ گیا میٹر کاتب صاحب کے حوالہ کیا اور خود اسٹیشن کی طرف روانہ ہو گیا۔ دوران سفر خیالات کا تانتا بندھا رہا۔ خدایا یہ کیا ہوا؟ کیا واقعی یہ خبر درست ہے؟ ابھی پرسوں ہی تو خالہ جان مجھے خدا حافظ کہتے ہوئے رخصت کر رہی تھی۔ نہ سر میں درد نہ بخار نہ کوئی اور تکلیف۔ خالہ!! کیا ہمیشہ کیلئے ہم سے جدا ہو گئیں اور اب وہ وہاں چلی گئیں جہاں سے لوٹ کر کبھی کوئی نہیں آتا۔ چار گھنٹے کا سفر خیالات کی اسی ادھیڑ بن میں طے کیا گھر کے سامنے چبوترے پر نظر پڑی اعزاء اقارب پُرنم آنکھوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے گھر کے اندر داخل ہوا تو والدہ محترمہ والد صاحب، اور خالہ زاد بھائی کو بے حال پایا عورتوں سے گھر بھرا ہوا تھا اور خالہ ابدی نیند سوئی ہوئی تھیں۔

ہر مرد اور ہر عورت کی زبان پر ایک ہی جملہ تھا کہ خدایا ایسی موت ہمیں بھی نصیب کر۔ میں نے ہر طرف سے یہی صدا سنی تو معلوم ہوا کہ محترمہ خالہ صاحبہؒ کل شام ایک مریضہ کی عیادت کے لیے گئیں اور تسلّی و تشفی دیتی رہیں دین و آخرت کی باتیں سناتی رہیں گھر لوٹیں تو معمول کے مطابق تمام کام کئے نماز عشاء پڑھی اور سو گئیں۔ صبح کو حسب معمول اٹھیں وضو کیا نماز کے لیے کھڑی ہوئیں سجدے میں گئیں اور روح پرواز کر گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون یہ سب کچھ سن لینے کے بعد تو میری زبان سے بھی یہی جملہ نکلا۔ خدایا ایسی موت ہمیں بھی نصیب کر۔

قارئین ترجمان اسلام سے دعا کی درخواست ہے اللہ تعالیٰ مرحومہ کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

غمزدہ
اکرام القادری

ربیع الاول اور ربیع الثانی میں ملک بھر میں سیرت کانفرنسیں منعقد کی جائینگی

شمالی علاقہ جات میں جمعیت علماء اسلام کی رکن سازی اور تنظیم کا فیصلہ،

رکن سازی کی رفتار تیز کی جائے اور فرقہ وارانہ کشمکش سے گریز کیا جائے

جمعیت علماء اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ کے اجلاس میں اہم فیصلے اور قرار دادیں

جمعیۃ علمائے اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس ۶ر جنوری ۱۹۷۹ء بروز ہفتہ صبح پونے گیارہ بجے تا شام سوا پانچ بجے مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ گیٹ لاہور میں حضرت الامیر مولانا محمد عبداللہ درخواستی دامت برکاتہم کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں ملک کی تازہ ترین سیاسی صورت حال اور جمعیۃ کی رکن سازی کی رفتار کا جائزہ لیا گیا۔ اجلاس کا آغاز حضرت مولانا محمد اجمل خاں نے تلاوت کلام پاک سے فرمایا۔ اس کے بعد حضرت الامیر مدظلہ نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ

اتحاد کی ضرورت

جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وحدت کی تعلیم دی ہے اور اتحاد و اتفاق کے ساتھ کام کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔ اتحاد میں بڑی برکت ہے ہم نے پہلے بھی اتحاد کے ذریعہ کامیابی حاصل کی اور اب بھی اتحاد کے ذریعہ ہی ہم اپنی منزل تک پہنچ سکتے ہیں۔

حضرت الامیر مدظلہ نے فرمایا کہ جماعتی کام کے لیے چار باتیں ضروری ہیں سب سے پہلے اخلاص نیت کیونکہ نیت صحیح ہو تو اس پر صحیح نتائج مرتب ہوتے ہیں ہم رضائے الٰہی کے لیے کام کر رہے ہیں اور بحمد اللہ تعالےٰ ہمارے ساتھیوں کی نیت میں کوئی فرق نہیں ہے۔ دوسرے نمبر پر استقلال ضروری ہے کیونکہ محنت کرنے والا کبھی ناکام نہیں ہوتا۔ تیسری بات دعا ہے کہ محنت کے ساتھ ساتھ کامیابی کے لیے اللہ تعالےٰ کے حضور دعا بھی کی جائے اور چوتھے نمبر پر طریق کار صحیح ہونا چاہیئے۔

حضرت الامیر مدظلہ نے تلقین کی کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگی کو سامنے رکھا جائے اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کی جائے کیونکہ ان کی پیروی کر کے ہی ہم کامیابی سے ہمکنار ہو سکتے ہیں

سیاسی صورتحال

قائد جمعیت حضرت مولانا مفتی محمود مدظلہ نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے ملک کی تازہ ترین سیاسی صورتحال پر تفصیلی روشنی ڈالی اور مجلس شوریٰ کو اسلامی قوانین کے نفاذ کے سلسلہ میں حکومت کی کوششوں کی تفصیلات سے آگاہ فرمایا

آپ نے کہا کہ ہم نے ملک کے مفاد کی خاطر حکومت میں شمولیت اختیار کی ہے کیونکہ ہم انتخابات تک موجودہ حکومت کو بہر حال کامیاب دیکھنا چاہتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ اگر خدانخواستہ موجودہ حکومت کو ناکامی کا سامنا کرنا پڑا تو اس سے پیدا ہونے والا خلاء ملکی سالمیت کے لیے خطرات کا باعث ہو سکتا ہے اس لیے ہم نے اسلامی نظام کے نفاذ اور انتخابات کے انعقاد کی شرائط تسلیم کرانے کے بعد حکومت میں شمولیت اختیار کی ہے تاکہ الیکشن تک موجودہ حکومت کو سہارا دیا جا سکے۔

آپ نے کہا کہ انشاء اللہ العزیز ۱۲ر ربیع الاول سے ملک میں اسلامی قوانین کے نفاذ کا عملاً آغاز ہو گا اور اس سلسلہ میں کافی کام مکمل ہو چکا ہے اس کے ساتھ ساتھ انتخابات کی تیاری بھی جاری ہے اور الیکشن سالِ رواں میں اکتوبر کے دوران منعقد ہوں گے اور ہم نے واضح طور پر کہہ دیا ہے کہ اگر ان دو مقاصد میں سے کسی ایک مقصد کی تکمیل سے بھی انحراف کیا گیا تو ہم حکومت سے علیحدہ ہو جائیں گے۔

آپ نے افغانستان کی صورتحال کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ وہاں کی مخدوش صورتحال کے پیش نظر ہزاروں افراد جن میں ممتاز علماء اور مشائخ بھی شامل ہیں ہجرت کر کے پاکستان پہنچ چکے ہیں اور وہ انسانی ہمدردی کی بنیاد پر ہماری امداد کے مستحق ہیں اور میں نے اس سلسلہ میں جنرل محمد ضیاء الحق سے بات کی ہے۔

رکن سازی کی رفتار

اجلاس میں جمعیۃ علماء اسلام کی رکن سازی کی رفتار کا جائزہ لیا گیا اور مجلس شوریٰ نے ملک بھر میں کارکنوں کو ہدایت کی کہ رکن سازی کے کام کو تیز کیا جائے اور پورے نظم و ضبط کے ساتھ کام کو مقررہ وقت کے اندر مکمل کیا جائے اس سلسلہ میں پنجاب کے مختلف حصوں سے موصول ہونے والی شکایات کی بنیاد پر فیصلہ کیا گیا کہ پنجاب کے تمام اضلاع میں رکن سازی کے کام کے لیے ضلعی عہدیداروں میں سے کسی بزرگ

پر ذمہ داری عائد کی جائے۔

شمالی علاقہ جات

اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ شمالی علاقہ جات گلگت سکردو اور دیامر میں جمعیت علماء اسلام کی شاخیں قائم کی جائیں اور اس مقصد کے لیے ملک محمد مسکین اور جناب عبید اللہ پر مشتمل ایک کمیٹی قائم کر دی گئی جو ان تینوں اضلاع میں جمعیت کی رکن سازی اور تنظیم کا کام کرے گی

آزاد کشمیر

ریاست آزاد جموں و کشمیر کے دینی حلقوں سے رابطہ اور انہیں منظم کرنے کے لیے مولانا سید امیر حسین شاہ گیلانی اوکاڑہ اور مولانا محمد فیروز خان ڈسکہ پر مشتمل کمیٹی قائم کی گئی جو آزاد کشمیر کا دورہ کر کے مجلس شوریٰ کے آئندہ اجلاس میں رپورٹ پیش کرے گی۔

سیرت کانفرنسیں

اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ ربیع الاول اور ربیع الثانی کے دوران ملک بھر میں تحصیل، ضلع اور ڈویژن کی سطح پر سیرت کانفرنسیں منعقد کی جائیں گی ڈویژنل کانفرنسوں میں جمعیت کے سربراہ مولانا محمد عبد اللہ درخواستی اور قائد جمعیت مولانا مفتی محمود بھی شریک ہوں گے۔ جبکہ ضلع اور تحصیل کی سطح پر منعقد ہونے والی کانفرنسوں میں جمعیت کے دوسرے مرکزی اور صوبائی راہنما شرکت کریں گے۔ کانفرنسوں کے پروگرام اور دیگر ضروری تفصیلات کا تعین جمعیت کے مرکزی ناظم مولانا زاہد الراشدی کریں گے۔

فرقہ وارانہ کشمکش

اس موقع پر حضرت الامیر مولانا محمد عبد اللہ درخواستی دامت برکاتہم نے ہدایت کی کہ ہر سطح کی کانفرنسوں میں صرف جمعیت کے راہنما شریک ہوں اور بالخصوص فرقہ وارانہ کشمکش سے گریز کیا جائے کیونکہ ہم اتحاد کے داعی ہیں اور جمعیت علماء اسلام کے کسی عہدہ دار کو کسی ایسی جماعت یا سرگرمیوں میں حصہ نہیں لینا چاہیے جو ملک میں فرقہ وارانہ کشیدگی کا باعث بن رہی ہیں۔

جمعیت سے نکالے ہوئے افراد

حضرت الامیر مدظلہ جمعیت علماء اسلام کی مرکزی مجلس عمومی کے اجلاس منعقدہ ملتان کے ایک فیصلہ کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا کہ جن لوگوں کو بطور آمریت کی حمایت کی بنا پر جمعیت سے خارج کر دیا گیا تھا۔ جمعیت میں ان کی واپسی یا ان کی معذرت قبول کرنے کا حتمی فیصلہ مرکزی جمعیت کرے گی اس لیے ان معاملات میں مرکزی جمعیت کے علم میں لائے بغیر کسی سطح پر کوئی فیصلہ نہ کیا جائے۔

انصار الاسلام

مرکزی سالار اعظم خواجہ عبد الرؤف نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے انصار الاسلام کی تنظیم نو کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے ہر سطح پر جمعیت کے عہدہ داروں پر زور دیا کہ وہ اس سلسلہ میں خصوصی دلچسپی لیں کیونکہ رضا کار تنظیم سیاسی جماعتوں کی بنیادی ضرورت ہوتی ہے آپ نے بتایا کہ صوبوں میں انصار الاسلام کے رکنیت فارم فراہم کر دیئے گئے ہیں تمام اضلاع کے حضرات صوبائی سالاروں سے رابطہ قائم کر کے ان سے فارم حاصل کریں اور انصار الاسلام کی رکن سازی کا کام تیزی کے ساتھ سر انجام دیں۔

اجلاس کم و بیش ساڑھے چھ گھنٹے جاری رہنے کے بعد مندرجہ ذیل قراردادوں کی منظوری کے ساتھ حضرت الامیر مولانا محمد عبد اللہ درخواستی دامت برکاتہم کی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔

ایران کی صورتحال پر تشویش

جمعیت علماء اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس ایران کی موجودہ صورتحال پر انتہائی تشویش کا اظہار کرتا ہے اور عالمی اسلامی برادری بالخصوص رابطہ عالم اسلامی اور اسلامی سیکرٹریٹ سے اپیل کرتا ہے کہ ایران کے معاملات میں برادرانہ مداخلت کرتے ہوئے اس معاملہ کو جلد از جلد نمٹانے کی کوشش کی جائے اور اس علاقہ کو عالمی طاقتوں کی مداخلت کے خطرات سے محفوظ رکھنے کے لیے مؤثر اقدامات کیے جائیں کیونکہ جمعیت کی رائے میں اس وقت ایران میں امریکہ یا روس کسی بھی عالمی طاقت کی فوجی مداخلت پورے جنوبی ایشیا کے امن کے لیے تباہی کا باعث ہوگی۔ یہ اجلاس ایرانی عوام کے دینی جذبات میں ان کے ساتھ شریک ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس بحران سے جلد از جلد نجات عطا فرمائیں۔

اسلامی نظام کے فیصلہ کا خیر مقدم

یہ اجلاس ملک میں ۱۲ ربیع الاول سے اسلامی قوانین کے نفاذ کے فیصلہ کا خیر مقدم کرتا ہے اور اس ایمان و یقین کا اظہار ضروری سمجھتا ہے کہ ملک کے تمام تر مسائل کا حل صرف اور صرف اسلامی نظام کے نفاذ میں ہے اس لیے یہ اجلاس حکومت پر زور دیتا ہے کہ اسلامی قوانین کے نفاذ کی رفتار کو تیز کیا جائے تاکہ ہم جلد از جلد اسلامی نظام کے مکمل نفاذ کی منزل حاصل کریں۔

یہ اجلاس اس رائے کا اظہار مناسب خیال کرتا ہے کہ اب جبکہ حکومت نے پاکستان قومی اتحاد کے اشتراک سے اسلامی نظام کے نفاذ کے فیصلہ کا اعلان کر دیا ہے یہ ضروری ہے کہ پاکستان قومی اتحاد کو پہلے سے بھی زیادہ مضبوط و مستحکم بنایا جائے اس لیے اجلاس پاکستان قومی اتحاد سے نکل جانے والی جماعتوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ ملک و قوم کے وسیع تر مفاد کی خاطر اتحاد میں واپس آجائیں۔

یہ اجلاس ملک میں فرقہ وارانہ کشیدگی اور علاقائی عصبیت کو ہوا دینے کی کوششوں کو اسلامی نظام کے خلاف سازش قرار دیتا ہے اور عام مکاتب فکر اور طبقات سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اس سازش سے ہوشیار رہیں اور اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے رائے عامہ کو فرقہ واریت یا علاقائیت کے عنوان پر تقسیم ہونے سے بچائیں۔

پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ

یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ پاسپورٹ اور شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کا اضافہ کیا جائے۔

قرارداد تعزیت

اجلاس میں جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سرحد کے امیر مولانا سید محمد ایوب جان بنوری کے برادر بزرگ حضرت مولانا محمد یعقوب بنوری اور جناب اکرم القادری ایڈیٹر ترجمان اسلام کی خالہ محترمہ کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے انکے پسماندگان کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا گیا اور ان کے لیے دعاء مغفرت کی گئی۔

ترجمہ :- راشد چودھری

پٹیل نے تلوار لہرائی تو مولانا کے ضبط کا بند لوٹ گیا

امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد

یادوں اور تاثرات کے آئینہ میں

• "پیچھے رہ جانے والوں کو اپنے حقوق کی نگہداشت کیلئے کسی شخص کی ضرورت ہے"

"ڈاکٹر کرنل خواجہ عبدالرشید نے اپنی کتاب "ہسٹاریکل ڈسرٹیشن" میں مولانا ابوالکلام آزاد علیہ الرحمۃ کی زندگی اور سیاسی خدمات سے متعلق ایک باب تحریر کیا ہے جس کی تلخیص ہم نذرِ قارئین کرتے ہیں، اس میں انہوں نے نہایت منطقی انداز میں ان حقائق پر روشنی ڈالی ہے کہ مولانا مرحوم و مغفور نے برصغیر میں کس طرح اسلام اور مسلمانوں کی سربلندی کے لیے گوشہ نشینی اور کم آمیزی کے باوجود بھی بے مثال خدمات سرانجام دی ہیں۔ (ایڈیٹر)

مولانا ابوالکلام آزاد سے میری پہلی ملاقات ۱۹۳۲ء میں ہوئی وہ ان دنوں لاہور میں ایک جلسہ عام سے خطاب کے لیے آئے ہوئے تھے۔ مولانا آزاد کو بیرون موچی دروازہ میں جلسہ عام سے خطاب کرنا تھا۔ میں مولانا کے بارے میں بہت کچھ سن چکا تھا مگر ابھی تک نہ تو ان کی تحریروں سے شناسائی ہوئی تھی اور نہ ہی ان کی کوئی تقریر سنی تھی۔ میں مولانا کو سننے کے شوق میں ایک گھنٹہ قبل ہی جلسہ گاہ میں پہنچ گیا اور سٹیج کے قریب ایک کرسی پر براجمان ہوگیا۔ کچھ دیر بعد سامعین بھی آنے لگے اور دیکھتے ہی دیکھتے پنڈال ایک جم غفیر میں بدل گیا۔ یہاں تک کہ باغ سامعین کو سمیٹنے سے عاجز نظر آنے لگا۔ مولانا کی تقریر سننے کے خواہش مند لوگوں میں ہر طبقہ کے افراد موجود تھے۔ مولانا کا خطاب سیاسی نہیں بلکہ مذہبی نوعیت کا تھا اور اس کے مخاطب صرف مسلمان تھے مگر اس کے باوجود سامعین میں ہندوؤں اور سکھوں کی ایک بڑی تعداد بھی موجود تھی۔ میں مولانا کے طرزِ خطابت سے بے حد متاثر ہوا اور میری روح ان کی روانی تقریر کے ساتھ ساتھ بہنے لگی۔ مولانا کی تقریر میں جہاں اشعار نگینوں کی صورت میں جڑے ہوئے تھے وہاں قرآن پاک کی آیات کے گوہر بے بہا بھی اسے چار چاند لگا رہے تھے۔ ایسے معلوم ہوتا تھا جیسے مولانا دنیا بھر کے پھولوں سے ایک ہار پرونے میں معروف ہیں۔ جس کی مختلف النوع خوشبوئیں پورے ماحول کو معطر کر رہی تھیں۔ لوگ ہر طرف سر دھن رہے تھے اور واہ! واہ! اور سبحان اللہ کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں۔ تقریر ختم ہوتے ہی مولانا جلد ہی اپنے میزبان میاں افتخار الدین کی کار میں سوار ہوئے اور ان کی قیام گاہ پر تشریف لے گئے۔

مولانا سے میں اس قدر متاثر تھا کہ بلا توقف سائیکل پر پاؤں رکھا اور بیس منٹ کے اندر اندر کینال پارک میں واقع میاں افتخار الدین کے بنگلہ پر پہنچ گیا۔ وہاں پہنچ کر مجھے ایسے محسوس ہوا جیسے کوٹھی میں چنیدہ افراد کا ایک اور اجلاس منعقد ہو رہا ہے اور میں بن بلائے وہاں پہنچ گیا ہوں۔ لان میں بہت سی کرسیاں بچھی ہوئی تھیں میں ان میں سے ایک پر بیٹھ گیا۔ کچھ دیر بعد مولانا انتہائی ڈرامائی انداز سے کوٹھی سے برآمد ہوئے اور میں نے دیکھا کہ لوگ ان کے احترام میں ایستادہ ہیں میں بھی تعظیماً کھڑا ہو گیا۔ مولانا نے حاضرین کو بیٹھنے کے لیے کہا اور خود بھی ان کے درمیان ایک کرسی پر تشریف فرما ہو گئے۔ مولانا نے ہر موضوع پہ بات چیت کی لیکن سیاسی نوعیت کے سوالوں کا جواب دینے سے عملاً گریز کیا۔ مجلس قریباً ایک گھنٹہ تک جاری رہی اس کے بعد مولانا قیام گاہ پر واپس چلے گئے اور مولانا کے معتقدین گھروں کو سدھار گئے۔ اس واقعہ کے دو روز بعد مولانا آزاد دلی واپس روانہ ہو گئے۔ الوداع کہنے والوں میں بھی موجود تھا۔ جانے کو تو مولانا چلے گئے مگر جاتے ہوئے میرے قلب و ذہن پر عقیدت و احترام کے انمٹ اثرات چھوڑ گئے۔

میں نے اکثر لوگوں کو مولانا کے خلاف بولتے اور سخت سست کہتے سنا ہے۔ لیکن حقیقت اس سے بہت مختلف تھی۔ میں نے انہیں خود ان کی تقریر و تحریر کے آئینے میں ایک سچا اور مخلص مسلمان پایا۔ میں اس معمہ کو اس وقت حل کرنے میں ناکام رہا۔ شاید اس کا سبب یہ تھا کہ اُس عمر میں میرا ذہن پختگی کے ان مراحل کو طے نہیں کر پایا تھا کہ وہ اس گتھی کو سلجھا سکے۔ تاہم میں نے مولانا کی تحریروں کو جمع کر کے ان کا مطالعہ شروع کر دیا۔ واللہ! سیاست ان میں کہیں نام کو بھی نہیں تھی۔ سوائے ان چند بیانات کے جو انہوں نے اپنی گرفتاری سے قبل عدالت کے سامنے دیئے تھے۔ مولانا کی تمام تر تحریریں اسلامی ادب اور تاریخ پر تھیں۔ ان کے تصنع سے مبرا طرزِ تحریر اور علم کی گہرائی و گیرائی نے مجھے بے حد متاثر کیا۔ میں نے موچی گیٹ سے باہر مولانا کی تقریر کا ان کی تحریروں سے بھی موازنہ کیا اور اس نتیجہ پر پہنچا کہ مولانا کی تحریر و تقریر میں کسی قسم کا تضاد نہیں پایا جاتا بلکہ دونوں میں ایک ہی انداز خطابت اور حقائق موجود ہیں۔

میں ان دنوں علامہ اقبال کا مطالعہ بھی کر رہا تھا مجھے اس بات پر حیرت ہوئی کہ مولانا آزاد اپنی تحریروں میں فارسی اور اردو اشعار بکثرت استعمال کرتے ہیں مگر سوائے ایک دو جگہ کے انہوں نے اقبال کے شعروں کو بالکل استعمال نہیں کیا تھا۔ ۱۹۳۵ء میں جاوید منزل میں علامہ اقبال ایک مجلس میں رونق افروز تھے۔ میں بھی ایک دوست کے ہمراہ وہاں مو اس موقعہ پر ایک ادھیڑ عمر کے شخص نے علامہ سے دریافت کیا۔

"جناب یہ کیا بات ہے کہ مولانا آزاد بہت سے فارسی اور اردو اشعار اپنی تحریروں میں استعمال کرتے ہیں مگر وہ آپ کے شعروں کا حوالہ نہیں دیتے۔"

علامہ اقبال اس سوال پر حیران سے ہوئے مگر انہوں نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ "جو باتیں میں آج کہہ رہا ہوں آزاد یہ سب باتیں بہت پہلے کہہ چکے ہیں اس لیے میرے اشعار کو دہرانا پسند نہیں کرتے" اقبال آزاد کا کس قدر احترام کرتے تھے۔ ان کے اس بیان سے ظاہر و باہر ہے۔ مجھے آئندہ زندگی میں معلوم ہوا کہ مولانا آزاد بھی اقبال کا بے حد احترام کرتے تھے۔ ہماری تاریخ کا یہ ایک انتہائی تاریک پہلو ہے کہ جب بھی بیرونی یا اندرونی طور پر مسلمانوں کو دو دھڑوں میں تقسیم کرنے کی سازش کی گئی تو بہت سے لوگ اس کا شکار ہو گئے مگر کچھ دانا اور سمجھدار لوگ خاموش بیٹھے حالات کا جائزہ لیتے رہے۔ یہی صورت حال اقبال اور آزاد پر چسپاں ہوتی ہے دونوں دشمن کے طریقہ واردات کو بخوبی سمجھتے تھے۔ چنانچہ اسی قسم کے اختلافات قائد اعظم اور مولانا آزاد، قائد اعظم اور شیخ محمد عبداللہ اور قائد اعظم اور عبد الغفار خان کے درمیان پیدا کر دیئے گئے تھے یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ اختلافات ایسے وقت میں رونما ہوئے جب ہم تاریخ کے ایک انتہائی نازک دور سے گذر رہے تھے۔ ان کی کوئی بھی توجیہہ کیجئے۔ لیکن یہ بات مسلمہ ہے کہ ہمیں انتہائی تلخ حقائق کا سامنا ہوا۔ اگر ہمارے درمیان باہمی اختلافات اور رنجشیں نہ ہوتیں تو آج کی تاریخ بالکل مختلف ہوتی۔ ہمیں اس صورت حال کا سامنا انفرادی طور پر ہی نہیں بلکہ ہمسایہ مسلم ممالک کی سطح پر بھی کرنا پڑا۔ میری خواہش تھی کہ میں تاریخی مقامات کو دیکھوں جن کا ذکر تفسیر میں کیا گیا ہے چونکہ دل میں حقیقی جستجو تھی اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان تاریخی مقامات کو جن کا ذکر تفسیر میں کیا گیا تھا دل و نظر کی گہرائیوں سے دیکھنے کا موقعہ فراہم کر دیا۔

۱۹۴۵ء میں میں نے مولانا آزاد سے دوبارہ ملاقات کی ان دنوں مجھے جی ایچ کیو نے رام لیلا گراونڈ دہلی میں ایک فوجی نمائش کے اہتمام کا کام سپرد کیا تھا۔ دہلی آنے سے قبل میں وسطی ہند میں ون گیٹ بریگیڈ میں شامل جنگلوں میں لڑائی کی تربیت حاصل کر رہا تھا تربیت کے بعد اعلیٰ فوجی کمان دوسرا محاذ کھولنے کا ارادہ کر رہی تھی۔ تاہم فوجی نمائش کی نگرانی کا کام سپرد کر دیے جانے کے باعث میں دوسرے محاذ میں شامل ہونے سے بچ گیا۔ ایک دن مجھے ندوۃ المصنفین جانے کا شوق پیدا ہوا جس کے ساتھ گذشتہ ایک سال سے نہ صرف میری خط و کتابت تھی بلکہ وہ میرے مضامین بھی شائع کر رہا تھا۔ میں نے موٹر سائیکل لیا اور کرول باغ میں واقع ندوہ کے دفتر کی طرف روانہ ہو گیا میں نے عمارت کے مختصر سے صحن میں اپنی موٹر سائیکل کھڑی کی اور سیدھا برآمدے کی طرف بڑھا سامنے ہی ایک کمرے کا دروازہ تھا میں اس میں داخل ہوا اور دیکھا کہ بہت سے لوگ فرش پر ہی بیٹھے ہیں اس وقت ندوہ کا ایک اہم اجلاس ہو رہا تھا۔ میں نے حاضرین پر نظر دوڑائی تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرے سامنے ہی مولانا ابو الکلام آزاد تشریف فرما ہیں کمرے میں موجود لوگوں نے جب فوجی وردی میں ملبوس ایک شخص کو دروازے میں کھڑا پایا تو وہ سب حیران رہ گئے بالخصوص اس وجہ سے کہ ان دنوں دوسری جنگ عظیم ہو رہی تھی اور باوردی شخص کو اچھی نظروں سے نہیں دیکھا جاتا تھا۔ میں نے مولانا کی دونوں طرف باریش افراد کو بھی دیکھا۔ جن کے بارے میں مجھے کوئی واقفیت نہیں تھی۔ لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ ان بزرگوں میں جو اس وقت اجلاس میں شریک تھے مولانا حسین احمد مدنی، مولانا حفیظ الرحمٰن سہاروی، مولانا بدر عالم میرٹھی مولانا سعید احمد اکبر آبادی اور مولانا عتیق الرحمٰن عثمانی شامل تھے۔ بعد میں ان لوگوں سے میرا تعارف ہو گیا۔

میری بائیں طرف بیٹھے ہوئے ایک بزرگ نے مجھے فرمایا کہ اندر آ کر بیٹھ جاؤ لیکن اس سے قبل کہ میں ان کے ارشاد کی تعمیل کرتا۔ میں نے کہا جناب! اس سے قبل کہ میں آپ کے پاس بیٹھوں میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ چونکہ یہ اجلاس مسلمانوں کی صف اول کے رہنماؤں کا ہے اس لیے اگر خدا کرے کہ آپ ایک آزاد مملکت کے حصول میں کامیاب ہو جائیں تو یہ لباس جو میں نے اس وقت پہنا ہوا ہے آپ کی فوج کے لیے انتہائی مناسب ہے۔ دوسرے کیا آپ اجازت دیں گے کہ میں اپنے بوٹوں سمیت بیٹھ جاؤں۔ کیونکہ اسے اتارتے اور واپسی کے وقت دوبارہ پہنتے ہوئے مجھے قدرے دقت کا سامنا کرنا پڑے گا؟ میری اس بات پر کمرے میں ایک زبردست قہقہہ گونجا۔ مجھے اجلاس میں موجود سب حاضرین نے متفقہ طور پر بوٹوں سمیت بیٹھ جانے کے لیے کہا۔ میں اپنے پاؤں دروازے کی طرف پھیلا کر بیٹھ گیا۔ لیکن مجھے کسی نے یہ نہیں پوچھا کہ میں کون ہوں اور کس غرض سے آیا ہوں؟ کچھ دیر بعد ایک باریش اور وجیہہ شخصیت نے جو میرے بائیں طرف بیٹھی تھیں مجھے دریافت کیا۔

"آپ کب آئے تھے اور کتنی دیر قیام کرنا ہے۔ کہاں سے آ رہے ہیں اور کیا آپ یہاں ہر طرح آرام سے ہیں؟"

انہوں نے ایک دم اتنے سارے سوال کر ڈالے لیکن میری ذات کے بارے میں کہ میں کون ہوں کوئی سوال نہیں کیا۔ پھر کچھ دیر ٹھہر کر انہوں نے اچانک میرا نام پوچھ لیا میں نے جواباً عرض کیا: "رشید" اس پر متعدد افراد نے بیک آواز کہا "میجر رشید؟" ہاں "میجر رشید" میں نے جواب دیا۔ اس پر تمام حاضرین مجھے خوش آمدید کہنے کے لیے کھڑے ہو گئے۔ مجلس برخاست ہوئی۔ تمام علماء نے جن میں مولانا آزاد

بھی شامل تھے میرے ساتھ ہاتھ ملایا۔ الحاج حافظ مولانا عتیق الرحمٰن عثمانی کے سوا باقی سب اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔ جو ان دنوں جمعیت علمائے ہند کے صدر اور مشہور بھارتی پارلیمنٹرین ہیں۔ مولانا عثمانی مجھ سے متعدد سوالات پوچھتے رہے اور جب میں روانہ ہونے لگا تو انہوں نے مجھے آئندہ اتوار کو اپنے ساتھ دوپہر کا کھانا کھانے کی دعوت دی جو میں نے قبول کر لی۔

آئندہ اتوار کو میں مولانا عثمانی کے ہاں پہنچ گیا انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور ساتھ والے کمرے میں بیٹھنے کے لیے کہا۔ میں دیکھ کر حیران رہ گیا کہ کمرے کے ایک کونے میں ایک کرسی اور میز پڑی تھی اور دوسرے میں ایک چولہا جس میں آگ جل رہی تھی اور پاس ہی دو کرسیاں پڑی تھیں۔ مولانا نے مجھے کرسی پر بیٹھنے کو کہا اور انہوں نے میرے لئے میرا پسندیدہ کھانا آلوؤں کے پراٹھے تیار کرنا شروع کر دیا۔ مجھے اس بات پر شرم محسوس ہوئی کہ مولانا زمین پر بیٹھے ہوئے میرے لیے کھانا تیار کر رہے ہیں اور میں کرسی پر براجمان ہوں میں اس صورت حال سے پریشان سا ہو گیا مگر مولانا کی شفقت نے اس کی تلافی کر دی۔ یہ ایک ایسا واقعہ ہے کہ جسے میں کبھی بھی فراموش نہیں کر سکوں گا۔

میں نے یہ واقعہ برصغیر کے عظیم سکالر اور مفکر مولانا عبدالماجد دریا آبادی کو لکھ بھیجا جسے انہوں نے اپنے رسالہ "صدق" میں شائع کر دیا۔ جب مولانا عثمانی نے مذکورہ جریدے میں یہ واقعہ پڑھا تو انہوں نے لکھا کہ تجھے اس واقعہ کو پبلسٹی نہیں دینی چاہیئے تھی۔

فوجی نمائش کے اختتام پر میں ہیڈ کوارٹرز میں دہلی چلا گیا اور وہاں سے میرا تبادلہ دوبارہ میرٹھ میں کر دیا گیا۔ جہاں مجھے ایک فیلڈ یونٹ کی کمان سونپی گئی۔ میرٹھ برصغیر کے مرکز میں واقع ہے اس لیے مجھے وہاں رہ کر بھی پورے ہندوستان میں رونما ہونے والی سیاسی تبدیلیوں سے آگاہی ہو رہی تھی۔ مولانا حفیظ الرحمٰن سوہاروی صدر جمعیت علمائے ہند مع اہل خانہ میرٹھ میں قیام پذیر تھے۔ میں ان کا خاندانی ڈاکٹر بن گیا اور اس طرح مجھے ان کے قریب رہنے کا موقع مل گیا۔ وہ نہ صرف نابغہ روزگار علامہ تھے بلکہ ایک سچے مسلمان اور محب وطن بھی تھے۔ وہ ان دنوں اپنا عظیم شاہکار قصص الہند تقریباً مکمل کر چکے تھے۔

۱۹۴۶ء میں جب میرٹھ میں انڈین نیشنل کانگریس کا آخری اجلاس منعقد ہوا تو میں وہیں موجود تھا۔ ان دنوں میں برطانوی بریگیڈ سے منسلک تھا۔ تاہم میں نے اپنے کمانڈر سے اجلاس میں شرکت کی اجازت حاصل کر لی، مجھے یہ ہدایت کی گئی کہ میں اجلاس میں شرکت تو کر سکتا ہوں مگر باوردی!

کانگریس کا یہ اجلاس اس لحاظ سے ناقابل فراموش تھا کہ اس میں ہندو مقرروں نے مسلمانوں کے خلاف مقدور بھر کر زہر افشانی کی۔ چنانچہ افتتاحی اجلاس ہی میں پٹیل نے مسلمانوں کو تلوار کے ساتھ چیلنج کیا۔ جب پٹیل اپنی مسلم دشمنی پر مبنی تقریر ختم کر چکا تو مولانا فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنی شال کاندھوں پر ڈالتے ہوئے حاضرین جلسہ سے خطاب فرمایا۔ آپ نے کہا:

"وہ قوم جس نے ایک ہزار سال سے تلوار نہیں دیکھی۔ یہ کس طرح ممکن ہوا کہ وہ اسے لہراتے ہوئے ہمیں چیلنج کر رہی ہے۔؟"

جلسہ پر زبردست سکوت طاری تھا اور مولانا نے جس قدر جوش و ولولہ کے ساتھ خطاب کیا میں نے اپنی سابقہ زندگی میں اس کا کبھی مشاہدہ نہیں کیا تھا۔ اس موقعہ پر گاندھی سسکیوں میں ڈوب چکا تھا اور نہرو اپنے رومال سے آنسو پونچھنے میں مصروف تھا اور ہر طرف رونے اور چیخنے کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔

جلسہ کے اختتام پر میں گھر آیا اور تمام تر واقعہ اپنی بیوی سے کہہ سنایا جس پر میری اہلیہ نے مجھے کہا۔ "آپ مولانا سے کیوں یہ نہیں کہتے کہ وہ مسلم لیگ میں شامل ہو جائیں۔"

میں نے کچھ دیر غور کیا اور پھر بعد میں اسے کہا بہتر ہے کہ وہ خود مولانا سے اس بارے میں بات کرے۔ ان سے ملاقات کا انتظام میں کر دوں گا۔ چنانچہ ایک دن آئی این اے کے جنرل شاہنواز کے ہمراہ ہم مولانا کے ہاں پہنچ گئے۔ ہم مولانا ابوالکلام آزاد کے پاس بیٹھ گئے۔ انہوں نے ہمارے لئے چائے کے لئے کہا۔ اس وقت مولانا ہشاش بشاش اور تروتازہ نظر آ رہے تھے۔ میں نے مولانا کو کانگریس کے اجلاس میں ان کی تقریر یاد دلائی اور اس کی تعریف کی۔ جس پر انہوں نے ہنستے ہوئے کہا کہ لوگوں کو ان کے مقام پر رکھنے کے لیے اسی قسم کے چٹکلے اختیار کئے جاتے ہیں اس کے بعد کمرے میں خاموشی سی چھا گئی۔ میں اپنی بیوی کی طرف بار بار دیکھ رہا تھا کہ وہ کچھ بولے لیکن وہ اس سلسلے میں کسی الجھن کا شکار نظر آتی تھی۔ چنانچہ بعد میں اس نے مجھے بتایا کہ میں مولانا کی شخصیت سے اس قدر مرعوب ہو گئی تھی کہ کچھ کہہ نہ سکی۔ مولانا نے مجھے دریافت کیا کہ آپ لوگ ایک دوسرے کی طرف مخصوص انداز میں کیوں دیکھ رہے ہیں۔

جس پر میں نے مولانا سے کہا میری بیوی کی خواہش ہے کہ آپ مسلم لیگ میں شامل ہو جائیں۔ مولانا میرے اس سوال پر مسکرائے اور فرمایا:۔

"میری بہن پاکستان وجود میں آ رہا ہے اور کوئی اسے قائم ہونے سے روک نہیں سکتا۔ لیکن تمام مسلمان اس پوزیشن میں نہیں ہیں کہ وہ اپنے نئے وطن کی طرف ہجرت کر سکیں۔ وہ لوگ جو پیچھے رہ جائیں گے انہیں کسی ایسے شخص کی ضرورت ہو گی جو ان کے حقوق و مفادات کی نگہداشت کر سکے۔"

کانگریس کے اجلاس میں مولانا کی تقریر کے دوسرے اخبارات میں ان کے خطاب کے بارے میں ایک لفظ بھی نہیں لکھا گیا تھا۔ مجھے اس پر بے حد افسوس ہوا میں نے سوچا کہ برصغیر کے مسلمانوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ مولانا آزاد اکیلے ان کے حقوق کے لیے کس طرح جنگ لڑ رہے ہیں۔ میں مولانا سوہاروی کے پاس گیا اور ان سے اس بارے میں ذکر کیا تو انہوں نے بتایا کہ پریس پر ہندوؤں کا مکمل قبضہ ہے اور وہ نہیں چاہتے کہ مسلمانوں کو یہ علم ہو کہ نیشنلسٹ مسلمان کانگریس کے اندر رہتے ہوئے مسلمانوں کے مفاد میں کیا کردار ادا کر رہے ہیں۔

بشکریہ ہفت روزہ چٹان

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

د۔ م۔ ی۔ شاکر
شعبہ عربی پنجاب یونیورسٹی

تعارف :

تاجدار اقلیم فقہ حضرت امام ابو حنیفہ رح اپنی شخصیت تفکر اور شہرت کے اعتبار سے امتیازی شخصیت کے حامل ہیں ۔ فقہ کے علاوہ عقائد میں آپ کی آراء مغز کی حیثیت رکھتی ہیں ۔ آپ نے بے شمار مشکلات کے باوجود دین متین کو ہر قسم کی گزند سے محفوظ رکھا ۔ آپ اپنے معاصرین میں بلحاظِ اوصاف فائق تھے ۔ آپ کا سب سے بڑا شرف تابعیت سے مشرف ہونا ہے ۔ اس کے بعد عقل و فہم اور اجتہاد جو قدرت نے آپ کو مہماتِ دین کے حل کرنے اور نکاتِ شریعت سمجھنے کے لئے ودیعت کیا تھا ، کوئی دوسرا ہم عصر فقیہہ ، عالم اور امام اور بعد کے ادوار کی علمی شخصیت آپ کے ہم پلہ نہیں ۔

خطیب بغدادی نے حضرت امام رح کی دورِ عقل ، تیز فہمی و باریک نظری کے بیان کے لئے علیحدہ باب قائم کیا ہے ۔ نیز علی بن عاصم رح کا قول نقل کیا ہے کہ اگر ابو حنیفہ کی عقل و دانش کا موازنہ تمام اہلِ دین کی عقل سے کیا جائے تو آپ کی عقل ان سے بڑھ کر ہے ۔ ابو مصعب رح ایک ہزار عالموں سے مل کر فیصلہ کرتے ہیں کہ وہ جن چار صاحبِ علم اصحاب سے ملے ہیں ان میں سے حضرت امام ابو حنیفہ رح سرفہرست ہیں ۔ یزید بن ہارون بہت سے علماء سے ملاقات کے بعد کہتے ہیں کہ میں نے ابو حنیفہ رح سے بڑھ کر کوئی عاقل نہیں پایا ۔

تصویر کا دوسرا رخ اجمالی طور پر ملاحظہ ہو دنیوی معاملات اور کاروبارِ تجارت میں حضرت امام کی امانت ، حوصلہ ، حسن معاملہ ، تدبر خشیت الٰہی ، پارسائی و عبادت ، پاکیزہ صحبت ، جود و سخاوت ، بلند نظری ، اولعزمی ، مخلوق کی ہمدردی و غمخواری ، اظہارِ حق میں جراٴت سلطانی عطایا و ہدایا سے بے نیازی ، علم ، علماء ، طلباء اور فقہا کی بے لوث عظیم خدمت ایسے اوصاف ہیں آپ رح کے مخالفوں کو بھی کلام نہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ مذکورہ اوصاف کی موجودگی میں ایک طرف آپ مرجع خلائق اور معاصرین کے طبقے میں بلند ہو گئے تو دوسری طرف محسود الخلائق بنے ۔ یہ وصف آپ کے حالات میں نمایاں مستقل اور منفرد ہے ۔

جناب امام ابو حنیفہ رح کو قرآن پاک سے عشق تھا ۔ چنانچہ جب کبھی کسی مسئلہ پر غور کرنا ہوتا آپ اپنے تین ہونہار مخصوص تلامذہ کے ساتھ تخلیہ میں تشریف لے جاتے ۔ ایک شاگرد نہایت مسحور کن انداز میں خوش الحانی سے قرآن پاک کی آیات کی تلاوت کرتا ۔ بحث مباحثہ اور تکرار و تبصرہ ہوتا اور نہایت تحقیق کے بعد یہ علمی جواہر و ہیرے نک سک سے تراش خراش کے بعد عبادت کا مرتبہ پا کر جاگر ہوتے۔[1]

ع یوں عباد ہو تو زاہد ہیں عبادت کے مزے

حضرت امام شافعی رح جیسے امام فن کا قول ہے کہ لوگ علمِ فقہ میں تبحر اور قیاس و استحسان میں مہارت کے لئے امام ابو حنیفہ رح کے محتاج ہیں۔[2]

---

[1] موفق جلد اول ص ۹۴ ، ص ۹۶

[2] الموفق جلد دوئم ص ۳۱

منجملہ خوبیوں اور اوصاف کمال میں سے ایک بے نظیر و یکتا یہ بھی ہے کہ آپ نے سب سے پہلے کتاب الفرائض اور کتاب الشروط لکھی ، آپ رح سے قبل کسی نے نہیں لکھی تھیں ۔ آپ رح کی ذات گرامی اور بلند شخصیت پر نقطہ چینی کرنے والوں کے لئے آپ کے علمی فرزندوں اور شاہکاروں کا وجود اور ایسی صفاتِ کامل ایک چیلنج ہیں ۔

تو اے گردِ تو تہم شوکتِ دریا چہ مے دانی ؟
اسیر عذر تنگی وسعتِ صحرا چہ مے دانی

نظر بلند تر کیجئے کیا امتِ مرحوم کا سوادِ اعظم جس کی تعداد کا اندازہ نصف اہل اسلام کیا گیا ہے ایک یہودی زندیق یا مشرک کے تابع ہو گئی اور یوں اپنی دنیا اور دین کو اس کے دامن سے وابستہ کر دیا ۔ اگر معاذ اللہ بقول بعض ایسا ہوا ہے تو ہمیں اسلام کے عالمگیر مذہب ہونے پر کلام کرنا پڑے گا لیکن ایسا ہرگز نہیں ۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ مذاہب حقہ میں سب سے زیادہ غلبہ مذہب حنفی کو ہوا ۔ محدثین و مورخین اس مذہب کو عالمگیر اور زمین کے کونے کونے پر چھا جانے والے عظیم الشان مذہب سے تعبیر کرتے ہیں ۔ امام سفیان بن عیینہ کا قول ہے کہ ابو حنیفہ رح کی رائے آفاق میں پہنچ گئی وقد بلغ الآفاق ۔

خطیب بغدادی نے امام ابو یوسف رح کے حالات میں لکھا ہے :-

"وبث العلم ابی حنیفہ رح
فی اقطار الارض ـــــــــ ۔

یعنی آپ کے مایہ ناز شاگرد حضرت امام ابو یوسف رح

باقی صفحہ ۱۲ پر

حافظ ارشاد احمد دیوبندی

"یدِ بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں"

حکایت از قدِ آں یار دلنواز کنم ٭ بایں فسانہ مگر عمر خود دراز کنم

بیں تین یوم سے زیادہ

روپوش نہیں ہوسکتا۔

گلستان دیوبند کی سیر جن خوش قسمت اصحاب کے حصے میں آئی ہے انہی کی رائے کے موافق

ع ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است،

کے مصداق جس گل کو دیکھا جائے وہی مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید کا آئینہ دار ہے۔ اس گلستان کے بانی قاسم العلوم حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہ العزیز جن کا یہ قول کہ

"میری خواہش ہے کہ دار العلوم کا ہر تعلیم یافتہ انگریز کے محل میں شگاف کردے اور اس مدرسہ کا ہر فیض یافتہ سامراج کے لئے زہر قاتل بنے اور انگریز کے خلاف بغاوت کے جرم میں خواہ دار العلوم دیوبند کی اینٹ سے اینٹ بج جائے تب بھی جنگ ہر حالت میں جاری رہے گی۔"

آج بھی ایسے معاندین کا منہ چڑا رہا ہے جنکو حقیقت اور صداقت سے دشمنی اور بیر ہے اور جو علماء کی قربانیوں کے منکر ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بے غرضی اور خلوص وللہیت کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ نواب حیدر آباد نے آپ کو پیشکش کی کہ صرف ایک گھنٹہ پڑھائی کا آپ کو سات سو (۷۰۰) روپے معاوضہ دوں گا تو آپ نے جواباً فرمایا کہ مجھے دار العلوم سے دس روپیہ مشاہرہ ملتا ہے، میرا خرچہ ماہانہ صرف چھ روپے ہے۔ ان میں سے میں دو روپے والد صاحب کو ارسال کرتا ہوں بقیہ دو روپے رکھنے کی جگہ بھی میرے پاس نہیں ہے۔ میں اتنی رقم کا کیا کروں گا۔ پھر اس جواب سے متاثر ہوکر نواب صاحب ممدوح اس مرد مجاہد کی زیارت کے لئے دیوبند پہنچا اور ایک کثیر رقم کی تھیلی پیش فرمائی مگر آپ نے وہی سابقہ عذر پیش کیا۔ وہ جاتے وقت آپ کے جوتا میں اشرفیوں کو تھام کر رکھ گیا مگر آپؒ نے جوتا پہنتے وقت تمام اشرفیاں جھاڑ دیں اور فرمایا کہ ہم دنیا کو دھتکارتے ہیں مگر دنیا ہمارے جوتوں میں پڑی ہوئی ہے۔

آپؒ اتباع سنت میں اس قدر پابندی فرماتے تھے کہ انگریز سے جب آپؒ نے جنگ چھیڑ رکھی تھی تو اس جرم میں آپ کے وارنٹ جاری ہوئے۔ آپؒ روپوش ہوگئے۔ تین روز کے بعد واپس آگئے۔ معتقدین اور متعلقین نے دوبارہ روپوش ہوجانے کا مشورہ دیا۔ مگر آپؒ نے یہ فرما کر یہ مشورہ ٹھکرا دیا کہ

"مجھے شرم آتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو غار حرا میں صرف تین دن رہے اور میں ان سے ایک ساعت یا ایک لمحہ بھی زیادہ روپوش رہوں۔"

اللہ والوں سے، یہ

محبت نہیں ہے؟

شیخ طریقت محقق زماں مرشدنا الشیخ حضرت مولانا حماد اللہ صاحب سجادہ نشین ہالیجوی شریف نور اللہ مرقدہٗ جن سے علماء نے دین خوب استفادہ کیا کرتے تھے اور آپؒ بلا امتیاز سب کو حسب استعداد و مراتب تصوف و سلوک میں مستفیذ فرمایا کرتے تھے اور جنکے ہاں مجاہد کبیر حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوریؒ۔ امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ اور مولانا ابوالاعلیٰ صاحب مودودی جیسے لوگ بھی جانے میں فرحت اور خوشی محسوس کیا کرتے تھے۔ آپؒ نے ایک روز جمعہ کے خطبہ سے قبل تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ" ایک عورت کا بچہ بیمار ہوگیا۔ اس نے پیر صاحب کے مزار پر جاکر منت مانی کہ میرا بچہ تندرست ہوجائے میں ایک گائے بطور نذرانہ یہاں آکر ذبح کردوں گی۔ بفضل الٰہی بچہ ٹھیک ہوگیا۔ اس عورت نے بھی اپنی منت ادا کردی، مگر چند دنوں کے بعد وہ بچہ پھر بیمار ہوگیا۔ اس عورت نے پھر اسی طرح کی ایک اور منت مانی۔ اللہ تعالٰی کے حکم سے وہ بچہ پھر بھی تندرست ہوگیا۔ حتیٰ کہ بچہ پھر بیمار پڑگیا اس نے اس پیر صاحب کی منت مانی مگر بمقتضائے الٰہی وہ بچہ فوت ہوگیا تو غصہ میں وہ عورت کہتی تھی کہ یہ پیر ایسا ویسا ہے کہ میری دو عدد گائیں بھی کھا گیا ہے اور میرے بچے کو بھی جینے نہیں دیا۔ یعنی اس پیر صاحب کو گالیاں نکالتی اور جی بھر کر توہین کرتی۔

حضرت مرحوم نے اس واقعہ کو بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ اس نظریہ کی تبلیغ کرنے والے کہ اللہ والے

خدائی اوصاف بھی رکھتے ہیں یہ اللہ والوں کے ساتھ محبت کی علامت نہیں ہے ۔ یہ لوگ تو ان کو (یعنی اللہ والوں کو) گالیاں دلوانے کا باعث بن رہے ہیں جبکہ ہم کہتے ہیں کہ خداوند قدوس کے بغیر جمیع غیر اللہ نفع و نقصان کے مالک نہیں ۔ حقیقت یہی اللہ والوں کے ساتھ سچی محبت ہے ۔

موت کو دعوت :

قربانی و ایثار، جرأت و استقامت اور حوصلہ و اعتماد کی زندہ تفسیر ہم نے تاناً احرار محترم جناب شیخ حسام الدین مرحوم سے سیکھی اور پڑھی ہے ۔ افسوس کہ پرانی قدریں بدل گئی ہیں اور نئی قدریں جو پیدا ہوئی ہیں تو ان کا حدود اربعہ ہی مختلف ہے ۔ شیخ حسام الدین مرحوم جیسے لوگ تو اب اس دار فانی سے جا ہی چکے ہیں ۔ ایک آدھ چراغ ٹمٹما رہا ہے تو وہ بھی اب چراغ سحری ہی ہے ۔

کمر باندھے ہوئے چلنے کو یاں سب یار بیٹھے ہیں
بہت آگے گئے باقی جو ہیں تیار بیٹھے ہیں

شیخ صاحب کا بڑا وصف یہ بھی تھا کہ وہ بہت ہی بڑے بہادر انسان تھے ۔ تقسیم ملک کے بعد یکے بعد دیگرے ان کا سارا قافلہ عالم برزخ میں جا بسا ۔ وہ تنہا رہ گئے ، مگر وہی دم خم باقی تھا ۔ حسین شہید سہروردی کی دعوت پر شیخ حسام الدین مرحوم، سکندر مرزا سابق صدر مملکت پاکستان کو ملنے کی غرض سے گئے ۔ بروایت محترم آغا شورش کاشمیری مرحوم شیخ صاحب کو سہروردی اس لئے اپنے ساتھ لے گئے تاکہ صدر مرزا (تب صدر مملکت) کو احرار کے بارے میں جو غلط فہمی ہے وہ دور ہو سکے ۔ غرض شیخ صاحب اور ماسٹر تاج الدین انصاری مرحوم سکندر مرزا سے ملنے کے لئے گورنمنٹ ہاؤس لاہور میں گئے ۔ سکندر مرزا اپنے صدارتی جاہ و جلال کے ساتھ برآمد ہوا اور شاہانہ بے نیازی کے ساتھ فروکش ہو گیا ۔ ڈاکٹر خانصاحب صوبہ کے وزیر اعلیٰ ساتھ تھے ۔ سہروردی نے مرزا سے کہا ۔ "دونوں احرار رہنما شیخ صاحب اور ماسٹر جی آئے ہوئے ہیں"۔

مرزا نے حقارت سے جواب دیا "احرار پاکستان کے غدار ہیں"۔

ماسٹر جی ٹھنڈی طبیعت کے مالک تھے گے ۔ "غدار ہیں تو پھانسی پر کھنچوا دیجئے لیکن الزام کا ثبوت ہونا چاہیئے"۔

اسکندر مرزا نے اسی رعونت سے جواب دیا ۔ "بس میں نے کہہ دیا ہے کہ احرار غدار ہیں"۔ ماسٹر جی نے تحمل کا رشتہ نہ چھوڑا اسکن سکندر مرزا نے سرکش گھوڑے کی طرح پچھلے پر ہاتھ ہی نہ دھرنے دیا وہی ژاژ خائی ، شیخ صاحب نے غصے میں کروٹ لی اور مرزا سے پوچھا ۔ "کیا کہا آپ نے ؟"

"میں نے ؟"

"جی ہاں تم نے ۔"

"یہی کہ احرار پاکستان کے غدار ہیں"۔ یہ الفاظ مرزا نے مٹھی بھینچتے ہوئے کہا ۔

شیخ صاحب مرحوم کہاں رکتے گورنمنٹ ہاؤس ، گورنر اور وزیر اعلیٰ موجود، وزیر اعظم موجود ، ظالم صدر مملکت کی بارگاہ ، آپ نے فوراً جواب دیا ، "احرار غدار ہیں کہ نہیں اس کا فیصلہ ابھی تاریخ کرے گی مگر تمہارا فیصلہ تاریخ کر چکی ہے کہ تم غدار ابن غدار ہو ۔ تمہارے جد امجد میر جعفر نے سراج الدولہ سے غداری کی تھی تم واللہ اسلام کے غدار ہو"۔

تب ڈاکٹر خان صاحب نے شیخ صاحب کو آغوش میں لے لیا اور سکندر مرزا سے پشتو میں کہا ، "میں نے تم سے پہلے نہیں کہا تھا کہ ان لوگوں کے ساتھ شریفانہ لہجے میں بولنا یہ بڑے بے ڈھب لوگ ہیں تب یکایک اس کا لہجہ بدل گیا ۔

یہ دونوں میرے ہیں :

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین صاحب اختر صدر مجلس تحفظ ختم نبوت رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار ہمارے ہاں تقریر کے دوران فرمایا کہ دو بھائیوں کا زمین کے ایک قطعہ پر عرصہ سے جھگڑا چلا آ رہا تھا ۔ وہ متفقہ طور پر ایک اللہ والے سے فیصلہ کروانے کی غرض سے گئے اور دونوں نے اپنا مدعا بیان کیا ۔ تب اس اہل اللہ نے خود اس زمین کے ٹکڑے سے دریافت کیا کہ تو ان دو میں سے کس کی ہے ؟ تو وہاں سے آواز آئی کہ

"ان دونوں کی نہیں بلکہ حقیقتاً یہ دونوں میرے ہیں "۔

(جاری ہے)

بقیہ : حضرت امام ابو حنیفہ رح

نے آپ کا علم زمین کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے پر پہنچا دیا ۔

صاحب مجمع البحار شیخ طاہر پٹنی نے المغنی میں فقہ حنفی کا سارے آفاق میں پھیل جانے اور روئے زمین کو ڈھانپ لینے کے متعلق دلائل دیئے ہیں ۔ آپ کا کہنا ہے کہ اگر مذہب فقہ حنفی میں اللہ کا سر خفی نہ ہوتا تو اہل اسلام کی نصف یا اس سے زیادہ تعداد اس کی تقلید کے جھنڈے تلے جمع نہ ہوتی ۔

ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ اہل اسلام کا دو ثلث حنفی فقہ کا شیدائی تھا ۔ ہارون رشید کے سنہری دور میں مملکت کے شایان شان چیف جسٹس حضرت ابو حنیفہ رح کے شاگرد حضرت امام یوسف رح کے عادلانہ فیصلوں کے ڈنکے بجتے ۔

خلافت عباسیہ کے بعد برسر اقتدار آنے والی قوت اور اسلامی غلبہ کی حامل حکومتیں مثلاً آل سلجوق، آل عثمان اور مغلیہ خاندان سبھی حنفی تھیں ۔ اسلام کی قوت اور حقانیت کی واضح اور بے مثال دلیل یہ بھی ہے کہ یہ دائمی دین ہے یعنی اس کے احکام میں مختلف اوقات جملہ ممالک اور تمام نسل ہائے انسانی کی ضرورتوں کا لحاظ پایا جاتا ہے اور اس معیار پر صرف فقہ حنفی ہی پورا اترتا ہے ۔

تابعین کے بعد تبع تابعین کے ہر دور میں ہزاروں صاحب مذہب امام اور مجتہد تھے جن کے مذاہب پھیلے مگر رفتار زمانہ کے ساتھ مضمحل ہو گئے ۔ ان میں سے جو غلبہ اور رواج مذہب حنفی کو ودیعت ہوا اس میں اسلام کے شاندار ترقی کا راز مضمر ہے ۔

اصلاح معاشرہ کے سلسلہ میں — کلیم اللہ ملک میانوالی

اصلاحی عشرہ

موجودہ رفتارِ گناہ کی نظر میں

پاکستان قومی اتحاد نے ۲۱ نومبر سے اصلاحی عشرہ منانے کا اہتمام کیا ہے تاکہ بُرائی کی روک تھام کے لئے اذہان کو ابتدائی سوچ بچار پر مجبور کیا جا سکے۔ موجودہ رفتار گناہ کے مقابلے میں اصلاحی عشرہ اگرچہ بہت ہی معمولی حیثیت کی حامل مدت محسوس ہوتی ہے لیکن یہ ایک اچھی ابتدا ہے اور انشاء اللہ نیک کار لوگوں کی عوامی جراَت کے بل بوتے پر اسلامی نظام کے قیام کے لئے راہ ہموار کی جا سکتی ہے۔ پاکستان قومی اتحاد یہ سمجھتا ہے کہ حمد و ثنا کے بعد پہلا کام یہی ہونا چاہیئے کہ اسلامی معاشرے کا بنیادی یونٹ کیونکہ فرد ہے اس لئے فرد کی اصلاح ہی معاشرے کی اصلاح ہے۔ فرد کے لئے اصلاحی تدابیر کو ایسے دلپذیر انداز میں متحرک کرنا چاہیئے کہ وہ خود ہی اصلاح کی کارفرمائی کو خوش آمدید کہے۔

دیگر مذہبی جماعتیں جو قومی اتحاد میں شامل نہیں ہیں ان کے راہنماؤں کو بھی اس تحریک کو خوش اسلوبی سے معاشرہ میں پذیرائی کرنا ہو گی ورنہ عام مسلمان کے لئے دینی جماعتوں اور تبلیغی حلقوں کا نفاق اچھے اثرات مرتب نہ کریگا اور لوگ عملاً اسلام کی کئی اشکال کو بیک وقت نہ اپنا سکنے کے باعث اس سے دور ہوتے جائیں گے۔ پاکستان کے تمام دینی حلقوں کا پروگرام اس ملک میں اسلامی نظام کا قیام ہے اور اس پر کوئی اختلاف نہیں۔ اس لئے انہیں عالمگیر نظام کو متعارف کرانے کی کسی کوشش کو سبوتاژ نہیں کرنا چاہیئے۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ ہماری اجتماعی زندگی لہو و لعب میں ڈوبی ہوئی ہے اور کسی طور پر بھی روشنی کی کرن نظر نہیں آتی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سرکاری شعبہ احتساب نہ صرف یہ کہ ڈھیلا پڑ گیا بلکہ سرے سے قائم ہی نہیں ہو سکا جو باطل معاشرہ کا رخ صالح معاشرے کی طرف موڑ سکتا۔ سرکاری شعبہ کو یہ معلوم تھا کہ اگر اس قوم کو احتساب کا چسکا پڑ گیا تو جو گلچھرے سرکاری دفاتر اور سرکاری کوٹھیوں میں اڑائے جا رہے ہیں ان پر بھی گرفت ہو گی۔ اس لئے انہوں نے نہ خود احتسابی عمل کو متحرک کیا اور نہ ہی پبلک سیکٹر میں اٹھنے والے تحریک کو پروان چڑھنے کا موقع دیا جس کے باعث نظریہ پاکستان کے مقاصد تک حصول تو درکنار ان کا ابتدائی نفاذ بھی نہ ہو سکا۔ حالانکہ قیام پاکستان کا مقصد لوگوں کی نظر میں یہ تھا کہ تحریک پاکستان کی صورت میں حق و باطل کے ساتھ آخری جنگ لڑ رہا ہے اور جب ہم پاک سرزمین پر قدم رکھیں گے باطل بھاگ چکا ہو گا اور حق پوری تابانیوں کے ساتھ اس پاک سرزمین پر جلوہ گر ہو گا۔ قربانیوں کی وسیع تاریخ اسی پس منظر سے عبارت ہے مگر یہ نہ ہو سکا۔ اور اب یہ عالم ہے کہ ہماری پینتیس ۳۵ سالہ تاریخ اس وقت تک ابتر ہی ابتر ہے۔ بحر و بر میں فساد اور انتشار ہی انتشار ہے جس طرف اور جس شعبہ کی طرف آنکھ اٹھتی ہے بدعنوانیاں۔ بے ایمانیاں۔ دھوکہ۔ فریب۔ اور جرائم کی لمبی لمبی فہرستیں نظر آتی ہیں۔ نہ یہاں ضمیر کی آواز قائم کرنے کا اہتمام کیا گیا اور نہ ہی رضائے الٰہی کو (نعوذ باللہ) زندہ اور پائندہ قومی حیثیت حاصل رہی۔ انفرادی اصلاحی کام کئی جماعتیں اور تحریکیں کرتی رہیں۔ لیکن قومی اور ملی تبدیلی اسی وقت ممکن تھی جب ایوانوں میں بیٹھنے والوں میں تبدیلی آتی — موقع پرست راہنماؤں اور سرکاری شعبہ کے گھس بیٹھئے سر جوڑ کر بیٹھے اور انہوں نے ایک ایک کر کے سرزمین پاکستان سے جذبہ نیکی کو قتل کیا۔ انہوں نے پوری کوشش کی کہ اس ملک پاکستان میں کسی طرح بھی بھلائی باقی نہ رہے۔ لیکن اللہ تعالےٰ کو یہ منظور نہ تھا اور بھلائی پوری آب و تاب سے اٹھی ہے۔ انشاء اللہ اس ملک کی فضاؤں میں اب ایک ہی نغمہ گایا جا سکے گا کہ اسلام کی بنیاد پر بسنے والے اس ملک میں اسلام ہی سربراہِ مملکت ہو گا۔ "انشاء اللہ"۔

پاکستان قومی اتحاد کی تحریک اصلاح کو سامنے رکھا جائے تو عبادات کے اہتمام اور ارکانِ دین کی پذیرائی یعنی نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ۔ حج اور صدقات کی فراوانی ہونی چاہیئے۔ نیکی کا حکم۔ برائی سے اجتناب۔ عدل اور احسان کی روش اختیار کرنا۔ عفو و درگذر سے معاشرے کے ٹیڑھے روّیے کو درست کرنا۔ اعتدال پسندی سے جذباتی اور غصہ کے حامل افراد کی اصلاح کرنا۔ حقوق کی ادائیگی سے دوسروں

کو قریب لانا۔ صداقت سے ساتھیوں اور عزیزوں کی پرورش کرنا۔ سخاوت سے معاشی ابتری کو دُور کرنا۔ عہد کی پابندی سے حق کا بول بالا کرنا۔ حلم اور صبر سے اپنے جذبات پر قابو پانا۔ ایثار سے دوسروں کی مشکلات حل کرنا حق گوئی سے معاشرہ میں سچائی کا بول بالا کرنا ہے۔ پاکستان قومی اتحاد کے تعاون سے مارشل لاء حکومت جنرل محمد ضیاء الحق صاحب کی قیادت میں ہمارا قبلہ درست کرنے کی تگ و دو کر رہی ہے۔ نظریہ پاکستان کے خلاف بعض عناصر ابھی تک زہر اگل رہے ہیں۔ اسلام کو پھلتا پھولتا نہ دیکھ سکنے والے بھی منتظم ہونے کی کوشش کر رہے ہیں۔ قومی اتحاد پر ایسی قوت کے ساتھ نبرد آزما ہے جو حکومت کے واضح اقدامات کو غیر مؤثر اور ناکام بنانے میں مصروف ہیں۔

ہمیں پاکستان کو تمام مکروفریب کی چالوں سے پاک کرنا ہے تاکہ اس کے چہرہ اور اس کے دامن پر آج تک بنائے گئے باطل کے نقش و نگار مٹائے جا سکیں۔ وطن میں آج جھوٹ کا بول بالا ہے لیکن انشاء اللہ اس کا سر توڑ کر رکھ دیا جائے گا۔ اہلِ وطن کی اکثریت عزت کے سایوں میں پل رہی ہے۔ اگر قومی اتحاد کی یہ تحریک پوری طرح کامیاب رہی تو انشاء اللہ اقتدار ملتے ہی سب سے پہلا کام اس اژدھے سے قوم کو آزاد کرانا ہے۔ جھوٹی گواہی نے معاشرہ کے حسن و جمال کو بگاڑا ہوا ہے۔ رشوت کا جن اب بوتل میں بند کرنے کی ضرورت ہے۔ ظلم و زیادتی سے مسلمانوں کو نجات دلائی جائے۔ خودغرضی سے جلد جان چھڑائی جائے۔ فحش کاری نے قومی وقار کا بیڑا غرق کر دیا ہے جس سے شعائر اسلامی زخمی زخمی ہیں۔ اللہ کی نافرمانی، وعدہ خلافی اور دغابازی اور الزام تراشی کو دیکھئے۔ ان جرائم میں جس شدت سے اضافہ ہو رہا ہے، کوئی کہہ سکتا ہے کہ ان سے دامن صاف کئے بغیر نیکی کی ابتدا ہو سکتی ہے۔ بدگوئی اور خیانت، بدگمانی اور خوشامد۔ حرص و طمع۔ شراب نوشی اور بعض کینہ صالح معاشرہ کے قیام میں بڑی رکاوٹ ہیں۔

فخر و غرور نے انسانی جذبہ نیکی کو سبوتاژ کر دیا ہے۔ حسد کی بیماری نے ہمارے قومی تشخص کو کھوکھلا کر دیا ہے۔ ناپ تول میں کمی خدا کے سامنے ایک انتہائی ناپسندیدہ فعل ہے جس کے لئے ایک نبی معبوث کر کے انسانیت کی اصلاح کی کوشش کی گئی۔ ریاکاری نے دھوکہ اور فریب کی معاشرہ پر حکمرانی کا دور دورہ کر دیا ہے۔ فضول خرچی سے معاشیاتِ پاکستان مجروح ہو چکی ہے — قرابت داروں کے حقوق کی پاسداری کہاں ہے۔ لین دین کے معاملات کی درستی ضروری ہے۔ تجارت کا تیا پانچا درست کرنے کی ضرورت ایک مدت سے محسوس کی جا رہی ہے۔ نظم و ضبط کے فقدان نے ہمیں کبھی بحیثیت مسلم قوم منظم ہی نہیں ہونے دیا۔ سفر میں، بات چیت میں، ہجوم میں، قطاروں میں ہمیں ترتیب نظر نہیں آتی۔ اسلامی معاشرہ کا عمدہ فرد بن کر رہنے کا سلیقہ خود بھی سیکھنا چاہیے اور دوسروں کو بھی سکھانا چاہئے۔ اسلامی عشرہ کا مقصد عوام کو اب تک کے حکومتی اقدامات برائے قیام اسلامی نظام سے آگاہ کرنا اور بتدریج ہونے والے اقدامات میں سمونا بنانا مقصود ہے — جو قوتیں اس وقت حکومت کے اس پروگرام کو سبوتاژ کرنا چاہتی ہیں ان کا مقابلہ عوامی تائید ہی سے ممکن ہے۔ اسلامی نظام کا شاندار استقبال کرنے کا بہتر طریقہ یہی ہے کہ ہم اپنے قومی اور انفرادی کردار و افعال میں تبدیلیاں لائیں۔ شعائر اور احکامات اسلام میں دلچسپی اور مکروہات سے پرہیز کی بناء پر ہم ابتدائی طور پر معاشرہ کے قیام میں مدد معاون ثابت ہو سکتے ہیں۔ عشرہ اصلاح دراصل اپنی اور دوسروں کی اصلاح کی ابتدا ہے اور انشاء اللہ اس پر کام جاری رہے گا تاکہ ہم سب اسلامی نظام کی برکات و فیوض سے بہرہ ور ہونے کی صلاحیت پیدا کر سکیں۔ اسلامی نظام کے نفاذ کے بعد اس کی کامیابی کا دارومدار ہمارے قومی اور انفرادی کردار سے متعلق ہے۔

مراسلہ نگار توجہ فرماویں

ایڈیٹر کے نام مراسلات کے صفحہ پر صرف وہی مراسلات شائع کئے جاتے ہیں جو مختصر صاف اور کاغذ کی ایک طرف لکھے گئے ہوں۔

کل پاکستان نظامِ مصطفیٰ کانفرنس

رپورٹنگ

محمد سلیم قریشی

اسلام کسی بے گناہ شخص کو سزا نہیں دیتا

کل پاکستان نظامِ مصطفیٰ کانفرنس کے انعقاد کا اہتمام علماء کونسل پاکستان کی طرف سے کیا گیا . . . کانفرنس کے منعقد کرنے کا مقصد صدرِ پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق اور پاسبانِ پاکستان و صدر پاکستان قومی اتحاد مولانا مفتی محمود صاحب کو اسلامی نظام کے نفاذ کے سلسلہ میں جو پیش رفت ہوئی ہے اس پر خراجِ تحسین پیش کرنا تھا۔

کانفرنس کے افتتاحی اجلاس کا اہتمام مسجدِ شہداء میں کیا گیا۔ مسجدِ شہداء، لاہور کی مشہور مساجد میں شمار ہوتی ہے۔ اس مسجد کو ان فرزندانِ توحید سے نسبت ہے جنہوں نے ۱۹۶۵ء میں اپنے ملک کی سرحدوں کی حفاظت کرتے ہوئے اپنی جان کے نذرانے پیش کیے۔

اس تقریبِ سعید میں مہمانِ خصوصی مفکرِ اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب تھے۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض جناب قاری محمد یونس صاحب خطیب مسجدِ شہداء نے بطریقِ احسن انجام دیئے۔ . . .

حاضرین صبح ۹ بجے ہی سے مسجد میں پہنچنا شروع ہو گئے تھے اور ہر ایک آگے بیٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ تقریباً ساڑھے دس بجے تک حاضرین سے مسجد مکمل طور پر بھر چکی تھی۔ اسی دوران مولانا احسان اللہ فاروقی سیکرٹری جنرل علماء کونسل پاکستان نے اسٹیج پر آ کر یہ خوشخبری سنائی کہ حضرت مفتی محمود صاحب ٹھیک ۱۲ بجے تشریف لا رہے ہیں۔ یہ خوشخبری سن کر عوام نے پرجوش نعرے لگانے شروع کر دیئے۔ اس کے بعد حضرت مولانا شمس الدین صاحب، مولانا مخدوم منظور احمد صاحب، مولانا ملیک الرحمٰن صدر پاکستان علماء کونسل اور مولانا محمد ابراہیم صاحب کی تقریریں ہوئیں۔

ان کے بعد جناب سید سلمان گیلانی نے اپنی نظم سنا کر سامعین میں نیا جوش پیدا کر دیا۔ اسی دوران وفاقی وزیرِ محنت جناب چوہدری ظہور الٰہی صاحب تشریف لائے۔ چوہدری صاحب کی تقریر شروع ہوئی۔ چوہدری صاحب تقریر فرما رہے تھے کہ مال روڈ پر والہانہ نعروں کی گونج نے تمام حاضرین کی توجہ اپنی طرف مبذول کر لی . . . معلوم ہوا کہ پاسبانِ پاکستان مفکرِ اسلام مولانا مفتی محمود صاحب تشریف لا رہے ہیں۔ جلسہ کے چاروں طرف بالخصوص سٹیج کے قریب خاکساروں نے انتظام سنبھالا ہوا تھا۔ حضرت مفتی صاحب کی آمد پر جلسہ گاہ میں ۱۵ منٹ تک فضا نعرۂ تکبیر اور مفتیٔ اعظم زندہ باد، مفتی جیوے ہزاروں سال، قومی اتحاد زندہ باد کے فلک شگاف نعروں سے گونجتی رہی۔

ٹھیک سوا بجے حضرت مفتی صاحب اسٹیج پر رونق افروز ہوئے۔ یہ کہنا مبالغہ نہ ہو گا کہ یہ جلسہ مسجد شہداء کی تاریخ کا سب سے بڑا اور پرجوش جلسہ تھا۔

چوہدری ظہور الٰہی صاحب نے اپنی تقریر کو سمیٹتے ہوئے ڈیڑھ بجے ختم کر دیا۔ اس کے بعد قاری سیف الدین صاحب نے حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ کی خدمت میں سپاس نامہ پیش کیا۔ اس کے فوراً بعد قائد قومی اتحاد جناب حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کی تقریر کا اعلان کیا گیا۔

تقریر کا اعلان کرنا تھا کہ حاضرین کے چہرے فرطِ مسرت سے چمک اٹھے اور ایک بار پھر فضا نعروں سے گونج اٹھی۔

حضرت مفتی محمود صاحب نے خطبۂ مسنونہ کے بعد پہلے تو علماء کونسل کو خراجِ عقیدت پیش کیا۔ اس کے بعد فرمایا:

" اس وقت اسلامی قوانین کے بارے میں ایسے شبہات اور مشکلات پیدا کی جا رہی ہیں، جن کا حقیقت سے کوئی واسطہ نہیں ہے اور یہ پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے کہ اسلام کے نفاذ سے لوگوں کے ہاتھ کاٹ دیئے جائیں گے . . . سنگسار کیا جائے گا۔ میں کہتا ہوں کہ جو لوگ ایسا کر رہے ہیں وہ نہیں چاہتے کہ اس ملک میں شرافت کا دور دورہ ہو، بلکہ وہ برائی کی نمائندگی کر رہے ہیں، حالانکہ اسلامی قوانین کے نفاذ سے تمام جرائم خود بخود ختم ہو جائیں گے، اور کسی کے ہاتھ کاٹنے کی نوبت ہی نہیں آئے گی" . . .

آپ نے فرمایا کہ:

" اس وقت دنیا میں سب سے زیادہ جرائم

ترقی یافتہ ملک برطانیہ میں ہیں اور سب سے کم جرائم سعودی عرب میں ہیں اور اسلامی قوانین کی یہ برکت ہے کہ سونے سے لدی ہوئی ایک خاتون بحفاظت سعودی عرب کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک چلی جاتی ہے"۔۔۔

آپ نے فرمایا :

" اسلام کسی ایسے شخص کو سزا نہیں دیتا جو کہ بے گناہ ہو۔ جب یہ نظام نافذ ہو جائے تو اس کی برکت سے معاشرہ خود بخود ٹھیک ہو جائیگا"۔

آپ نے فرمایا کہ ۔۔" اسی عظیم مقصد کے لیے ہم نے حکومت سے تعاون کیا ہے۔ اگر ۱۲ ربیع الاول کو اسلامی نظام کے نفاذ میں عملاً تاخیر کی گئی اور اس میں رکاوٹیں پیدا کی گئیں تو قومی اتحاد ایک لمحے کی تاخیر کیے بغیر حکومت سے علیحدہ ہو جائے گا۔ ہمیں کہا جاتا ہے کہ چور دروازے سے اقتدار حاصل کیا گیا، ہمیں اقتدار کی تڑپ نہیں ہے۔ ہماری زندگی آپ کے سامنے ایک کھلی کتاب ہے۔ ہم نے اصولوں کی خاطر وزارتِ اعلیٰ کو ٹھوکر ماری تھی اور عرصے تک حکومت پاپڑ بیلتی رہی کہ وزارتِ اعلیٰ لے لو، لیکن حکومت ناکام رہی۔ ہم نے موجودہ حکومت سے تعاون کرنے کے لیے پانچ ماہ تک مذاکرات کیے، اور اس لیے کرتے رہے کہ کوئی بھی ایسا فیصلہ نہ ہو جو ملک اور قوم کے منافی ہو۔ ہم نے ملک میں بحالیٔ جمہوریت اور اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے حکومت سے تعاون کیا ہے اگر اکتوبر میں انتخاب نہ کرائے گئے تو بھی ہم حکومت سے استعفیٰ دے دیں گے ۔۔"۔۔

آپ نے فرمایا کہ :

" اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے قومی اتحاد کی ضرورت ہے"۔ آپ نے قومی اتحاد سے علیحدہ ہونے والی جماعتوں سے اپیل کی کہ وہ اس اعلیٰ مقصد کے حصول کے لیے واپس اتحاد میں شامل ہو جائیں ۔" اگر نکلی ہوئی جماعتوں کے سربراہوں نے میری اس بات کا مثبت جواب دیا تو میں انہیں دوبارہ شمولیت کی دعوت دینے ان کے گھر جاؤں گا۔۔"۔۔

آپ نے عوام سے فرمایا کہ :

" اگر وہ دوبارہ اتحاد میں شامل ہونے پر آمادہ نہ ہوں تو عوام ان جماعتوں کا گھیراؤ کریں تاکہ اتحاد دوبارہ قائم ہو سکے۔ آج ہمیں اسلامی نظام کے لیے اتحاد کی پہلے سے زیادہ ضرورت ہے"۔۔۔ آپ نے عوام سے پوچھا کہ ۔۔" کیا آپ لوگ اسلامی نظام کا نفاذ چاہتے ہیں"۔۔ تو حاضرین نے دونوں ہاتھ اٹھاتے ہوئے نعروں کی گونج میں حضرت مفتی صاحب کی تائید کی۔

آپ نے فرمایا کہ :

" چند عناصر علاقائی اور مذہبی نفرت پھیلا رہے ہیں۔ جو ایسا کرتا ہے وہ اسلام اور اسلامی نظام کا دشمن ہے"۔ آپ نے فرمایا کہ ۔۔"۔ موجودہ حکومت کو غیر نمائندہ حکومت کہا جا رہا ہے۔ ہم نے نمائندہ ہونے کا دعویٰ بھی نہیں کیا۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ حکومت میں ہمارے جو ارکان شامل ہیں ان میں اکثریت ان حضرات کی ہے جو بھٹو دور میں شدید دھاندلیوں کے باوجود بھی منتخب ہو گئے تھے ۔۔"۔۔

آپ نے آخر میں ایک بار پھر فرمایا کہ :

" ہم نے جمہوریت کی بحالی اور اسلامی نظام کے نفاذ کی خاطر حکومت سے تعاون کیا ہے"۔

حضرت مفتی محمود صاحب نے کل ۳۰ منٹ تقریر فرمائی۔ قابلِ غور بات یہ ہے کہ ان ۳۰ منٹوں میں آپ نے وہ تمام مسائل حل کر دیئے جو کہ لوگوں کے ذہنوں میں الجھے ہوئے تھے۔

نمازِ جمعہ کے بعد جلسہ کی دوسری نشست زیرِ صدارت جناب چوہدری ظہور الٰہی صاحب وفاقی وزیرِ محنت شروع ہوئی۔

خاکسار تحریک کے سربراہ جناب خان اشرف خان نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ :

" اس ملک کو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا انشاءاللہ اس ملک میں اسلام نافذ ہو کر رہے گا۔ اب کسی بدکردار حاکم کو برداشت نہیں کیا جائے گا۔ ہم اسلامی نظام کے نفاذ کے بارے میں کسی قسم کی تاخیر کو برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں۔ اس مقصد کے لیے عوام نے جو قربانیاں دی ہیں ان کو ضائع نہیں ہونے دیا جائے گا۔ اس مقصد کے حصول کے لیے ہم انشاءاللہ ضرور کامیاب و کامران ہوں گے"۔۔۔

انہوں نے سیاست دانوں کے احتساب پر زور دیتے ہوئے کہا کہ :

" صرف سات سال کے لیے نااہل قرار دے دینا ہی کافی نہیں ہے بلکہ ان پر مقدمات چلائے جائیں اور سخت سزائیں دی جائیں"۔

وفاقی وزیرِ محنت جناب چوہدری ظہور الٰہی صاحب نے تقریر کرتے ہوئے قومی اتحاد سے نکلی ہوئی جماعتوں کو اتحاد میں آنے کی اپیل کی، اور کہا کہ ہم ان کے لیے وزارتیں چھوڑنے کے لیے تیار ہیں۔ انہوں نے قائدین کو وعدہ یاد دلایا جب سب نے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر یہ اعلان کیا تھا کہ ہم اس وقت تک متحد رہیں گے جب تک کہ اس ملک میں نظامِ مصطفیٰ کا نفاذ نہ ہو جائے۔ ابھی تو نظامِ مصطفیٰ کا نفاذ نہیں ہوا جو کہ آپ اتحاد سے علیحدہ ہو گئے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ جس اعلیٰ مقصد کے لیے عوام نے تحریک نظامِ مصطفیٰ میں قربانیاں دی تھیں ان کا تقاضا ہے کہ ہم دوبارہ متحد ہو جائیں۔ اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو ہم ان روحوں کو کیا جواب دیں گے۔ اس ماں کو کیا جواب دیں گے جس نے اپنے لختِ جگر کی شہادت کے موقعہ پر اپنے بے ہوش خاوند سے یہ کہا تھا کہ" اٹھ کھڑے ہوں، کیا آپ اس لیے بے ہوش ہو گئے ہیں کہ دس دن بعد آپ کے بیٹے کی بارات آنے والی تھی۔ اس بارات میں زیادہ سے زیادہ بیس آدمی آ جاتے ۔۔۔ لیکن آج تمہارے بیٹے کی میت پر بیس ہزار لوگوں کا اجتماع ہے ۔۔"۔

اور اس ماں کو کیا جواب دیں گے جس نے اپنے معصوم بچے کی لاش کو گود میں لے کر یہ کہہ کر ووٹ ڈالا تھا کہ نظامِ مصطفیٰ کے لیے ووٹ ڈالنا ضروری ہے" اس کے بعد بچے کو دفن کروں گی۔ انہوں نے کہا کہ اگر یہ لوگ واپس نہ آئے تو عوام ان کا سختی سے احتساب کریں گے۔

علامہ احسان الٰہی ظہیر نے اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے کیے گئے اعلانات کا خیر مقدم کیا، اور کہا کہ یہ اعلانات عملی اقدامات تک بڑھنے

مولانا محمد عبد اللہ حاصل پور

زوالِ سلطنت کے اسباب و علل پر ایک نظر

ذیل کا مضمون عصر حاضر کی ضرورت اور اہمیت و افادیت کے پیش نظر ہدیۂ قارئین ہے۔ موجودہ دور کے فاضل محقق محترم جناب جناب محمد اسحاق بھٹی کی حالیہ تازہ تالیف "فقہائے ہند جلد دوم" زیر مطالعہ تھی مقدمۃ الکتاب میں سلطان احمد شاہ بہمنی کے حالات میں ضمناً اس دور کے مشہور عالم، عالم و فاضل مُلّا احمد قزوینی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک تقریر جو انہوں نے مسلم سلاطین کے زوال اور وجوہات زوال پر فرمائی نقل کی، احقر کو بہت پسند آئی اس مفید عام تقریر کی افادیت کے پیش نظر عامۃ الناس کے مطالعہ کے لئے حاضر خدمت کر رہا ہوں، صدیوں پہلے کی یہ تقریر آج بھی تازہ ہے ماضی بعید کے جس ماہر نباض نے امراض کی جو تشخیص کی وہ سو فیصد درست اور امر واقعہ تھی وہ امراض قدیمہ و خبیثہ نہ صرف موجود بلکہ ہنوز ترقی پذیر ہیں۔ نیز مملکت خداداد پاکستان میں آج کل اسلامی نظام کے نفاذ و احیاء کی باتیں ہر خاص و عام کی زبان پر ہیں ؎

بجا کہے جسے خلقت اسے بجا سمجھو — زبانِ خلق کو نقارہ خدا سمجھو

صدر مملکت جناب جنرل ضیاء الحق صاحب نے اسے عملی جامہ پہنانے کے لیے تاریخ کا تعین و تقرر بھی کر دیا ہے۔ اللہ رب العزت ہمارا محمد ابن دیرینہ آرزو اور امنگ کو بر لائے کہ اسلامیانِ پاکستان ارض پاک میں اپنی عظیم الشان و فقید المثال مالی جانی قربانیوں کا ثمرہ (نظامِ اسلام کا نفاذ) اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔ آمین ثم آمین۔

علامہ قزوینیؒ کی یہ تقریر جہاں عام مسلمانوں کی معلومات میں باعث اضافہ ہوگی۔ وہاں ارباب اقتدار و اختیار کے لئے درس عبرت اور موعظت حسنہ ثابت ہوگی۔ ملک کے ادنیٰ ملازم (چپراسی) سے صدر مملکت کے اعلیٰ مناصب تک کے ارباب بست و کشاد دل و دماغ کے بند دریچوں کو ذرا وا کر کے پڑھیں تو شاید السّعید مَنْ وعظ بغیرہٖ کا رنگ چڑھ جائے۔ اور پھر صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ میں رنگے جائیں۔

علامہ قزوینیؒ کی تقریر کی وجہ

سلطان فیروز شاہ بہمنی اور احمد شاہ بہمنی دونوں بھائی علماء کرام کے حد درجہ معتقد تھے۔ علماء و صلحاء کی مجالس میں بیٹھنا فخر خیال کرتے اور اہم ملکی امور میں علماء کی رائے اور مشورہ لیتے تھے ایک دن دونوں نے سابقہ سلاطین اسلام کی ترقی و تنزل، داستان عروج و زوال کے اسباب پر روشنی ڈالنے کی درخواست کی تو ملّا احمد قزوینیؒ (جو اس دور کے نامور معتبر عالم و فاضل تھے) نے مجمع علماء میں دونوں بہمنی بادشاہوں کے سامنے اس موضوع پر جچے تلے انداز میں بڑی مدلل اور وزن دار تقریر فرمائی اور زوالِ سلطنت کے تیرہ اسباب بیان فرمائے، افسوس کہ "مؤلف فقہائے ہند" نے اختصار و ایجاز سے کام لیا ذیل میں قدرے تشریح و توضیح کے ساتھ پیش کئے جا رہے ہیں، ملاحظہ فرمائیں

زوالِ سلطنت کا پہلا سبب

ملّا احمد قزوینی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ زوالِ سلطنت کا اوّلین اور بنیادی سبب یہ ہے کہ ابتدائے اسلام میں حکومت و ریاست کی بنیاد امت مسلمہ کے اصحاب علم و فضل اہل صلاح و تقویٰ معززین و متدین کی رائے اور مشورہ پر [illegible] تھی، جس کی اہمیت پر آیت قرآنی وَشَاوِرْهُمْ فِی الْاَمْرِ اور مستقل سورۃ قرآنی سورۃ الشوریٰ اور فرمان نبوی وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَیْنَهُمْ دلالت کرتی ہیں، اس شورائی نظام ریاست میں حاکم و بادشاہ درحقیقت خادم اور رعایا مخدوم تھی جیسا کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا فرمان سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُهُمْ اس حقیقت کو بیان کر رہا ہے۔ اس پاکیزہ دور میں اس کے عملی مظاہر بکثرت نظر آتے ہیں خلیفہ اوّل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کا ایک ضعیفہ کا پانی بھرنا، جھاڑو دینا خود فاروق اعظمؓ کا راتوں کا پہرے دار اور چوکیدار بن کر مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گلی، کوچوں کا گشت لگانا کہ رعایا بڑے آرام سے خواب استراحت کے مزے لوٹ رہی ہے اور حاکم وقت گلیوں میں تارے گنتے نظر آتے ہیں اور اگر کبھی [illegible] ضائے بشری کمزوریوں کے حاشیہ خیال میں سلطنت و ریاست کا غرور آ بھی گیا تو پانی کا بھرا مشکیزہ کمر پر ڈالے چل رہے ہیں پوچھنے پر فرماتے ہیں کہ میرے نفس نے ذرا تکبر کیا تو اس کی گوشمالی ضروری سمجھی اور اس کا عارضی پندار پیوند خاک کرنے کے لیے یہ طرز عمل اختیار کیا بائیس لاکھ اکاون ہزار مربع میل کا یہ فرمانروا اور ایک ہزار چھتیس سو شہروں کا یہ عظیم فاتح اور کشور کشا بیت المال کے اونٹ خود چراتا اگر کوئی اونٹ گم ہو جاتا تو خود تلاش

کرنے لگیں۔ افسوس کہ یہ شورائی طرز حکومت خلفائے راشدین کے عہد مبارک تک بخوبی چلتا رہا۔ خلافتِ راشدہ کے خاتمہ پر جب سلطنت و ریاست اور عام خلافت کا آغاز ہوا تو خالص شورائی طرز کی یہ عمارت منہدم ہوگئی، بعدازاں شخصی حکومت کا رواج چل نکلا جس میں بادشاہ اور حاکم مخدوم اور رعایا خادم و نوکر بن گئی اور پھر ولیعہدی کی رسم بد معرض وجود میں آئی بعد کے سلاطین اس پر سختی سے کاربند رہے اس ولیعہدی اور شخصی نظام مملکت نے جہاں شورائی و جمہوری نظام ریاست کا خاتمہ کیا وہاں مسلمانوں کو بھی ہر لحاظ سے تباہ و برباد کیا ان کی ترقی کی رفتار بالکل رک گئی، فتوحات کا دروازہ بند ہوگیا۔ اشاعت اسلام کا جذبہ مدھم ہوگیا اور دل کی انگیٹھیاں جو حرارت ایمانی سے شعلہ بار و شعلہ ریز تھیں رفتہ رفتہ مرور زمانہ کے ساتھ سرد پڑنے لگیں اور قوم مسلم کا اقبال ادبار سے اور عروج زوال سے بدل گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۰

دوسرا سبب

زوال کا دوسرا اہم سبب مسلم حکمرانوں کا طوائف الملوکی کا شکار ہونا ہے ایک ہی ملک اور علاقے میں متعدد حکومتوں کا قیام، صبح کچھ، شام کچھ، اہم شخصیات کی وفاداریاں بدلتی رہتیں جس سے سابقہ حکومت کی شکست و ریخت اور جدید سلطنت کا قیام عمل میں آتا رہتا بایں وجہ وہ چھوٹی چھوٹی حکومتیں اور ریاستیں بہت جلد کمزوری اور ضعف کا شکار ہو جاتیں اور انہیں اپنے سہارے پر کھڑا ہونا مشکل ہو جاتا، جلد ہی غیروں کے دست نگر ہو جاتے اور پھر ہوس اقتدار نے ایسا اندھا کیا کہ مسلمانوں نے اپنے ہی کلمہ گو مسلمان بھائیوں کے گلے اور گردنیں کاٹیں اور باہم قتل و غارت کا ایسا بازار گرم کیا کہ آج بھی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہوئے جب آدمی اس حصہ پر پہنچتا ہے تو اس داستان المناک کو پڑھ کر خوف و وحشت سے جسم کا رُواں رُواں کانپ اٹھتا ہے اور بے اختیار آنکھوں کی پتلیوں سے آنسوؤں کا دریا امڈ آتا ہے۔ ہماری داستان امام مظلوم خلیفہ راشد سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالےٰ سے سقوط ڈھاکہ تک (مشرقی پاکستان) عبرت کا مرقع ہے تاریخ کے خونیں اوراق اس پر شاہد عدل ہیں۔

طوائف الملوکی سے اوّلاً حکومت میں ضعف، بدنظمی جنم لیتی ہے اور پھر اس میں ابتدا کی المناک خبر حکومت کا خاتمہ بنتی ہے العیاذ باللہ اقبال مرحوم نے اپنی تاریخ کے ان واقعات و حالات سے متاثر ہوکر فرمایا ؎

تقاضا ضبط بہت مشکل اس سیل معانی کا
کہہ ڈالے قلندر نے اسرار کتاب آخر

تیسرا سبب
مسلم سلاطین کا تعیش

عیش و عشرت میں مصروف ہونا راحت طلبی اور عافیت کوشی کا خوگر ہونا ہے مسلم سلاطین اپنے آپ کو مختار کل سمجھتے اور اپنی من مانی کارروائیاں کرتے، کوئی بھی روکنے ٹوکنے والا نہ ہوتا اور نہ ہی اس کی جرأت کرسکتا۔ وہ اپنے آپ کو تنقید سے بالاتر خیال کرتے پھر تماشہ یہ کہ یہ ذہن نہ صرف حاکم وقت اور بادشاہ معظم کا ہوتا بلکہ غلیظ اور فروتر سوچ و خیال نے ادنیٰ اہلکاروں اور منصب داروں تک اپنی خبیث جڑیں مضبوطی سے جمالیں وہ بھی اپنے آپ کو شہنشاہ تصور کرنے لگے بڑے میاں اور چھوٹے میاں سبحان اللہ والا حال تھا اس سبب کی صداقت پر اگر شک ہو تو موجودہ مسلم ممالک کے زعماء اور ارباب اقتدار و اختیار اور ان کے معاشرہ پر ایک طائرانہ اچٹتی سی نگاہ ڈالیں تو اس مفہوم کی گہرائی و گیرائی خود بخود ذہن نشین ہو جائے گی۔

حکیم الامت، شاعر مشرق نے ایسے ہی عیش پسند اور عافیت کوش انسانوں کی حالت زار پہ ماتم کرتے ہوئے فرمایا کہ ؎

تیرے صوفے ہیں افرنگی تیرے قالین ایرانی
لہو مجھ کو رلاتی ہے جوانوں کی یہ تن آسانی

جبکہ اقبال مرحوم نے مرد مومن کے بارہ میں فرمایا ؎

محبت مجھے ان نوجوانوں سے ہے
ستاروں پہ جو ڈالتے ہیں کمند

چوتھا سبب

مسلم حکمرانوں اور مسلم سلطنتوں کی آپس میں خانہ جنگی باہمی جنگ و جدال، مناقشت و منازعت ہے باہمی خانہ جنگی بہت بری اور اس کے نتائج خطرناک اور بالآخر تباہ کن ہوتے ہیں، اس کا سب سے بڑا فائدہ غیر طاقتوں کو پہنچتا ہے بلکہ دشمن عناصر نمک مرچ لگا کر مزید بھڑکاتے اور جلتی پر تیل ڈالتے ہیں اور رائی کا پہاڑ اور پر کا کوا بنانے میں سرگرم عمل رہتے ہیں اور پھر یہی مفسد عناصر و خاموش تماشائی امن کے علمبردار اور ڈھنڈورچی بن کر صلح صفائی کے لیے بھی پیش پیش رہتے ہیں۔ اس سلسلہ میں پوری دنیا کے بین الاقوامی ادارہ امن عامہ اقوام متحدہ کا کردار ابتدا تا امروز ہمارے سامنے ہے بڑی طاقتوں نے اپنے اپنے مفادات کے تحت مسلم ممالک و سلاطین کو خانہ جنگی میں الجھا اور لڑا لڑا کر کس قدر کمزور کیا اور کتنا مالی جانی نقصان پہنچایا اور اپنی اسلحہ کی منڈیوں کے تجارتی کاروبار کو خوب خوب چمکایا۔ اسرائیل کی ناجائز حمایت اور اس کا تحفظ، فلسطینیوں کی جلاوطنی، قبرص کے مظلوم و مقہور مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کرنا، کشمیر کے مسئلہ کو کھٹائی اور سرد خانے میں ڈالنا کس بات کا پتہ دیتے ہیں۔ فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَار ۔ باہمی جنگ و جدال کے سلسلہ میں قرآنی تعلیمات کس قدر غیر مبہم اور واضح ہیں وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۰ سورة التوبہ پ کہ باہمی جنگ و جدل لڑائی جھگڑے سے بچو ورنہ تمہاری ہوا اکھڑ جائیگی تمہارا بنا بنایا رعب و دبدبہ اور عظمت و وقار لوگوں کے دلوں سے نکل جائے گا اور وہ تمہیں خاطر میں نہیں لائیں گے بلکہ اغیار و اشرار تمہیں آنکھیں دکھائیں گے۔ اس سے نہ صرف تاجدار بے تاج ہوتے ہیں بلکہ رعیت بیچاری خواہ مخواہ تباہ حال ہوتی ہے، معزز شہری ذلت و رسوائی کے قعر عمیق میں جا گرتے ہیں اور ترک وطن پر مجبور ہو کر دربدر کی ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں۔

پانچواں سبب

کارپردازان حکومت کا باہمی اختلاف و افتراق ہے جب اہلکاران و عمال سلطنت اس مرض خبیث کا شکار ہو جائیں تو ملکی نظم و نسق کی چولیں ڈھیلی ہو جاتی ہیں۔ رعایا کا اعتماد و اعتبار اٹھ جاتا ہے۔ بے اعتمادی عام ہو جاتی ہے رعایا کا چین و سکون غارت ہو جاتا ہے کارپردازان حکومت کا ایک فریق اگر ایک قدم اٹھاتا ہے تو دوسرا مخالف فریق خواہ مخواہ مخالفت پر اتر آتا ہے اور راستے کا پتھر بن جاتا ہے اہلکاران حکومت بجائے ملکی و ملی مفادات کے تحفظ اور تعمیر و ترقی کے اپنی بہترین علمی و عملی صلاحیتیں، جوہر اور خوبیوں کو اپنے حریف اور متحارب فریق کو نیچا دکھانے پر صرف کرتے ہیں، اس کا لازمی نتیجہ گروپ بندی، غلط کار افراد غنڈہ اور بدقماش عناصر کا پیدا ہونا ہے۔

چھٹا سبب

سلاطین کی خود غرضی اور خود پسندی ہے۔ یہ دونوں اوصاف خود غرضی اور خود پسندی یعنی مطلب کا یار اور اپنے منہ آپ میاں مٹھو بننا، انتہائی مذموم اور غلط نتائج کے حامل ہیں، غرض اچھی اور خود غرضی بُری ہوتی ہے۔

محض اپنے ذاتی معمولی مفاد اور غرض کی خاطر لاکھوں بندگان خدا اور مجبور رعایا کا کشت وخون اور دینی دنیاوی نقصان کہاں کی دیانت اور شرافت ہے۔ اپنی سلطنت و کرسی کے بقاء واستحکام کی خاطر ہر ناروا اور مکروہ فعل کو درست قرار دینا، قانون کو اپنی گرفت میں لینا، بے گناہوں کو موت کے گھاٹ اتارنا اور سنگین مجرموں کو مراحم خسروانہ سے بری کرنا، جسے جی چاہا اعلیٰ ترین مناصب وعہدوں پر فائز کرنا اور جسے چاہا بیک بینی ودوگوش نکال باہر کرنا، نہ کسی کا جرم دیکھنا اور نہ ثبوت جرم پر شہادت اور نہ صفائی کا موقع مہیا کرنا۔ نہ کسی کی بھلائی ونیکی کا خیال کرنا۔ اس کے پاس لیاقت واہلیت، نالائقی وجہالت کے ناپنے کا کوئی معیار وپیمانہ نہیں ہوتا، بس ان کی مرضی اور مزاج شاہاں اصل الاصول ٹھہرتا ہے۔ حاکم وقت اور بادشاہ میں جب یہ بیماریاں پیدا ہو جائیں تو عمال اور ملازمین حکومت، حکومتِ وقت سے خاص کر بدظن اور بددل ہو جاتے ہیں اور پھر یہ اہلکار ایسی حاکم وحکومت سے بری طرح انتقام لیتے ہیں یہ رعایا کے دلوں میں نفرت کا بیج بوتے ہیں اور ظلم و ستم اور قہر وتشدد کا پانی لگاتے اور کھاد ڈالتے ہیں نتیجہ یہ کہ وہ تنگ آکر حاکم وقت کے خلاف اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔

تنگ آمد بجنگ آمد کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے پھر عوام کا احتجاج، مظاہرے، ہڑتالیں بپھری موجوں اور سیل رواں کی شکل اختیار کر لیتی ہیں جو انقراض حکومت پر منتج واختتام پذیر ہوتی ہیں ایران کی موجودہ حالت اس کی عکاسی کر رہی ہے اور ماضی قریب میں یہ سب کچھ ارض پاک میں بھی رونما ہو چکا ہے، تفصیل کی حاجت نہیں۔

ساتواں سبب

بے جا تعصب اور افراط وتفریط ہے، تعصب اور عصبیت نہایت بُری ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک صحابی نے سوال کیا کہ عصبیت کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً ارشاد فرمایا اَنْ تُعِیْنَ قَوْمَکَ عَلَی الظُّلْمِ اپنی قومی وبرادری کی غلط اور ناجائز باتوں اور کاموں پر امداد و اعانت کرنا تعصب ہے یعنی محض اس وجہ سے کہ وہ قوم و برادری، رشتہ داری کا مسئلہ ہے تو حمایت ضروری سمجھی گئی اگرچہ حق مخالف جانب میں ہے۔ یہ مرض آجکل ناسور کی شکل اختیار کر چکا ہے، مذہبی تعصب، لسانی تعصب، صوبائی وقومی تعصب یہ عام ہیں آئے دن ان کے عملی مناظر بڑی بھیانک صورت میں جلوہ گر ہوتے رہتے ہیں۔ حالانکہ ہم سب کلمہ گو مسلمان ہیں اور پھر پاکستانی جنہوں نے لا الٰہ الا اللہ کا نعرہ بلند کر کے اس مملکت کی بنیاد رکھی ہمارے مذہب اسلام نے تو بادشاہ، شاہ وگدا کی تمیز اور اسود واحمر کے فرق کو مٹایا ہے

بن گئے اونٹوں کے چرواہے زمانے کے امام
ایک ہی صف میں بٹھائے تونے آقا وغلام

افراط تفریط یعنی کمی بیشی غلو نا جائز ہے ہمارے پیارے رسولؐ نے ہمیں اس سے منع فرمایا ہے بلکہ اس مذموم صفت کے مقابلہ میں اعتدال (میانہ روی) کا درس دیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک کہ خیر الامور اوسطھا کہ ہر معاملہ میں میانہ روی بہتر ہے معمولی معمولی امور میں بھی یہاں تک کہ چلنے پھرنے میں اعتدال میانہ روی اپنانے پر زور دیا گیا کہ سست رفتار اور نہ متکبرانہ انداز میں چلو بلکہ وَاقْصِدْ فِیْ مَشْیِکَ (القرآن) کہ چال ڈھال میں بھی اعتدال کو اپناؤ۔

بقیہ: نظام مصطفیٰ کانفرنس

چاہئیں۔ انہوں نے کہا کہ اسی عظیم مقصد کے لیے اسی مال روڈ کی سڑکوں پر ہماری ماؤں بہنوں نے قربانیاں دیں اور نوجوان جیالوں نے اپنے خون کا نذرانہ پیش کیا۔ انشاء اللہ اس ملک میں اسلام نافذ ہو کر رہے گا۔ ۔ ۔ کوئی طاقت اسلام کے نفاذ میں رکاوٹ نہیں بن سکتی۔

انہوں نے الزام عائد کیا کہ چند عناصر اسلام کے نفاذ کی راہ میں حائل ہیں۔ وہ اسلام کو اپنے لیے خطرہ سمجھتے ہیں۔ ہم ایسے عناصر کی تمام کوششیں ناکام بنا دیں گے۔ ۔ ۔

قاضی حسین احمد صاحب نے اپنی تقریر میں کہا کہ قومی اتحاد کی تحریک کا جو مقصد تھا وہی مقصد رکھتے ہوئے ہم حکومت میں شامل ہوئے ہیں اور انشاء اللہ اس مقصد کے لیے پوری کوشش کریں گے۔ اگر ہم یہ مقصد حاصل نہ کر سکے تو ہم حکومت سے علیحدہ ہو جائیں گے۔ ۔ ۔ قومی اتحاد کی تحریک میں دی گئی قربانیاں فراموش نہیں کی جا سکتیں۔ ہمارا مقصد کرسی یا وزارت کا حاصل کرنا نہیں بلکہ جمہوریت کی بحالی اور نظامِ اسلام کا نفاذ ہے۔ انشاء اللہ ہم اس میں ضرور کامیاب ہوں گے۔

استقبالیہ

کانفرنس کے دوسرے روز معزز مہمانوں کے اعزاز میں مغل ہوٹل گلبرگ میں ایک شاندار اور پُروقار استقبالیہ دیا گیا جس میں شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان، جانشین شیخ التفسیر مولانا عبید اللہ انور، مولانا محمد ذکریا صاحب، قاری نور الحق صاحب قریشی مولانا احسان اللہ فاروقی صاحب، علامہ احسان الٰہی ظہیر اور مولانا عطیب الرحمان نے شرکت کی اور مختصر تقریریں فرمائیں۔ اس استقبالیے کی صدارت مولانا غلام اللہ خان صاحب نے کی اور مہمانِ خصوصی تھے جانشین شیخ التفسیر مولانا عبید اللہ انور تھے۔

خط وکتابت کرتے وقت
خریداری نمبر کا حوالہ
ضرور دیں۔

محمد سلیم قریشی۔

شہناز پروین - ایف - ایس سی۔

مسجد ایک دینی شعار کی حیثیت سے

مسجد کا نام عربی زبان میں اسم ظرف ہے۔ اور اس کے معنی ہیں سجدہ گاہ۔ مسلمان جہاں بھی سجدۂ خداوندی بجا لاتا ہے۔ اسے لغت کے اعتبار سے مسجد کہہ سکتے ہیں۔ اصطلاح میں مسجد اس جگہ کو کہتے ہیں جو نماز کے لیے وقف کر دی گئی ہو۔ سرورِ کائنات سرکارِ دوجہان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے لیے ساری زمین مسجد بنا دی گئی ہے۔

مسجد کو اسلام میں عظیم اہمیت حاصل رہی ہے۔ مکہ میں نبوت کے بارھویں سال میں مسلمانوں پر نماز عائد کر دی گئی تھی۔ مگر مکی زندگی میں با جماعت نماز ادا کرنے کا اہتمام نہ کیا جا سکا۔ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے اور ہر طرف سے ذہنی سکون حاصل ہوا تو آپ نے مسجد کی تعمیر کا بیڑا اٹھایا۔ جو مسجد نبوی کے نام سے مشہور چلی آتی ہے۔ مسجد دین میں ایک دینی شعار کی حیثیت رکھتی ہیں۔ مسجدیں اگرچہ خالص خدا کی عبادت کے لیے بنائی جاتی ہیں۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ وہ دینی تعلیمی مرکز کی بھی حیثیت رکھتی ہیں۔

غزوات میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ رات بھر انتظار فرماتے تھے۔ صبح ہو جہاں سے اذان کی آواز آتی آپ حملے کے لیے منع فرما دیتے۔

ایک مرتبہ آپ نے ایک لشکر بھیجا اور وصیت فرمائی

اِذَا رَاَیْتُمْ مَسْجِدًا اَوْ سَمِعْتُمْ صَوْتًا
فَلَا تَقْتُلُوْا اَحَدًا

اگر کہیں مسجد دیکھو یا اذان کی آواز سنو تو وہاں کسی شخص کو قتل نہ کرو۔

مسجد دینِ اسلام کا ایک تابندہ نشان ہے۔ ہر عبادت گزار شخص کے دل میں مسجد کے لیے بے پناہ محبت کے جذبات ہوتے ہیں۔

یہ شعر اکثر مساجد کے دروازے کی زینت ہوتا ہے۔

شاعر کہتا ہے:۔

اَلْمُؤْمِنُ فِی الْمَسْجِدِ کَالسَّحَابِ فِی الْمَآءِ
وَالْمُنَافِقُ فِی الْمَسْجِدِ کَالطَّیْرِ فِی الْقَفَسِ

(مومن مسجد میں ایسے ہوتا ہے جیسے پانی میں مچھلی۔ اور منافق یوں ہوتا ہے جیسے پنجرہ میں پرندے)

ہمارے مسلمان مسجد کی تعمیر سے کبھی غافل نہیں ہوئے۔ تقریباً ہر مسلمان ایسا کام کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ ہمارے ملک کے اتنے بڑے بڑے رہنما بادشاہ گزرے ہیں جو دینی کام کرنے میں پیش پیش رہے مثلاً ہمارے ملک کی بادشاہی مسجد مغلیہ دور کی یاد تازہ کر رہی ہے۔ لوگ دور دور سے ہمارے ملک میں خوبصورت شاہی مسجد دیکھنے کے لیے آتے ہیں اس مسجد سے پانچوں وقت نماز کی صدا بلند ہوتی ہے۔ اور ہزاروں کی تعداد میں مسلمان سربسجود ہو جاتے ہیں۔ تکبیر کی آواز مسلمان کے دل میں جذبات کا ایک طوفان برپا کر دیتی ہے۔ غیر مسلموں کے دل آواز سن کر دہل جاتے ہیں۔ اور وہ اپنے لیے اسے جنگ کی للکار تصور کرتے ہیں۔

عرب کے عام قبائل سے بحرین کا ایک قبیلہ عبدالقیس اسلام لا چکا تھا۔ اس قبیلے نے ایک مسجد تعمیر کی تھی۔ چنانچہ اسلام میں مسجد نبوی کے بعد سب سے پہلے جمعہ کی نماز اسی مسجد میں ادا کی گئی۔ حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں۔ مسجد نبوی کے بعد پہلا جمعہ قبیلہ عبدالقیس کی مسجد میں پڑھا گیا جو بحرین کے ایک گاؤں جوانا نامی میں واقع تھی۔

اہل طائف جب اسلام لائے تو آپ نے ہدایت فرمائی کہ خاص اس جگہ مسجد تعمیر کرائیں جہاں ان کا بت نصب تھا۔

حضرت طلق بن علی سے روایت ہے کہ جب ہمارا قوم کے لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہمارے ملک میں ایک گرجا ہے آپ نے اپنے وضو کا پانی عنایت فرمایا اور ہدایت کی کہ گرجے کو توڑ ڈالو اور وہاں یہ پانی چھڑک کر مسجد بنا لو۔ چنانچہ جب وہ لوگ واپس آئے تو حسب ارشاد مسجد تعمیر کر لی۔ عہد نبوی میں مساجد کی تعمیر کی وجہ یہ تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راستہ میں جہاں کہیں نماز پڑھتے تھے وہاں صحابہ تبرکاً مسجد تعمیر کر لیتے تھے۔

مسجد کے بہت سے مقاصد اور فوائد ہیں۔ مسجد اس غرض سے بنائی جاتی ہے کہ وہاں نماز ادا کی جائے۔ کسی شرعی عذر کے بغیر گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت نہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر گھروں میں عورتیں اور بچے نہ ہوتے تو میں کسی کو نماز پڑھانے کا حکم دے کر لوگوں کے گھروں میں جاتا اور جو لوگ بلا وجہ نماز با جماعت میں حاضر نہیں ہوتے ان کے گھروں کو نذرِ آتش کر دیتا۔

دین اسلام کے سوا کوئی عبادت گاہ ایسی نہیں جہاں ہر وقت ذکرِ خدا کی گرم بازاری رہتی ہو۔

مسجد ہمیں دینی تعلیم دیتی ہے وہاں ہم مدرسہ کی طرح دینی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ یہاں ہر وقت اللہ تعالیٰ کا نام لیا جاتا ہے۔ پانچوں وقت اذان کی صدا بلند ہوتی ہے جو مسلمانوں کے لیے خدا کا پیغام ہے۔

مسجد پابندیٔ وقت کا درس دیتی ہے۔ دن میں پانچ وقت مقررہ اوقات پر اذان دی جاتی ہے۔ جو شخص باقاعدہ نماز پڑھنے کا عادی ہو جاتا ہے وہ وقت کی قدر کرتا ہے۔ اور ہر کام نماز کی طرح وقت پر کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

مسجد ہمیں مساوات اور بھائی چارہ کا سبق سکھاتی ہے۔ بقول اقبال کے ؎

تیری درگاہ میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے
بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے

مسجد روحانی اور اخلاقی تربیت کے لیے موزوں ترین جگہ ہے۔

مسجد اسلامی تہذیب سے روشناس کراتی ہے۔ اور اس میں ہر وقت اسلامی تہذیب کے مظاہر دیکھنے میں آتے ہیں۔

مسجد میں جاتے وقت ہر مسلمان کے دل میں ایک خاص احساس اور جذبہ ہوتا ہے۔ جب وہ نماز پڑھتا ہے تو خدا سے لو لگاتا ہے۔ اور خدا کی عبادت کرنے میں ایک خاص لطف حاصل ہوتا ہے۔

ہماری تبلیغی کاوشوں کے باعث نائیجیریا میں حالات سدھر گئے

گھانا، نائیجیریا، اور سیرالیون کے طالب علموں کو پاکستان میں دینی تعلیم دی جائے گی

گذشتہ دنوں مولانا منظور احمد چنیوٹی بیرونی ممالک میں چھ ماہ کے تبلیغی دورے کے بعد کراچی پہنچے تھے۔ انھوں نے روزنامہ جنگ کے لئے ایک خصوصی انٹرویو دیا۔

سوال:۔ آپ تقریباً چھ ماہ کے تبلیغی دورے کے بعد واپس آئے ہیں کیا آپ بتائیں گے کہ کن کن ملکوں کا دورہ کیا۔ ان ملکوں کے حالات کیا ہیں اور کس ملک میں آپ نے کیا کام کئے۔

جواب:۔ میں ۶ جولائی کو انگلستان گیا تھا۔ وہاں ۳۰ اگست تک رہا۔ پھر سعودی عرب گیا وہاں سے ۴ اکتوبر کو میں اور علامہ خالد محمود نائیجیریا۔ گھانا اور مغربی افریقہ کے دورے پر گئے۔ ۷ نومبر کو جدہ واپسی ہوئی حج کیا مدینہ منورہ ریاض اور دہران کے دورے کے بعد اب وطن واپس آیا ہوں۔

سعودی عرب میں رابطہ عالم اسلامی کے سیکرٹری جنرل اور محکمہ افتاء وارشاہ کے سربراہ شیخ عبدالعزیز بن باز نے بعض فوری نوعیت کی تجویزیں منظور کیں اور ان پر عملدرآمد کے احکامات بھی جاری کر دیئے ہیں۔

اصل میں قادیانیوں نے انگلستان میں وفات مسیح کے عنوان پر ایک بین الاقوامی کانفرنس منعقد کی یہ کانفرنس انکی تاریخ میں پہلی دفعہ جون میں منعقد ہوئی تھی اور اس پر انہوں نے ۶½ لاکھ پونڈ کی خطیر رقم خرچ کی تھی انھوں نے بڑا زبردست پروپیگنڈہ کیا تھا۔ اخبارات میں مضامین شائع کرائے اشتہارات کتابچے بانٹے۔ مسلمان خاصے پریشان ہوئے۔ ہم نے مشورہ کیا تو دوستوں نے رائے دی کہ جوابی کاروائی ہونی چاہئے۔ چنانچہ میں وہاں پہنچا لندن کے ریجنٹ پارک کی مسجد میں جناب ذکی بدادی کی زیر صدارت ۲۹ اور ۳۰ جولائی کو شاندار حیات مسیح کانفرنس منعقد کی۔ اس میں علامہ خالد محمود اور اسلامی اکیڈیمی نے بڑی زبردست اعانت اور مدد کی۔ اس کانفرنس میں رابطہ عالم اسلامی، مصر، ترکی اور متحدہ عرب امارات کے نمائندے بھی شریک ہوئے ہم نے قادیانیوں کو مناظرے اور مباہلے کا چیلنج دیا مگر وہ کچھ نہ بولے۔ کانفرنس میں ان کے نمائندے بھی آئے تھے مگر انھیں بات کرنے تک کی ہمت نہ ہوئی۔

پھر ۵ اور ۶ اگست کو شاہجہاں مسجد ورکنگ مشن میں ختم نبوت کانفرنس کی اس کی صدارت پاکستانی وزیر جناب قطب الدین عزیز نے کی تھی یہاں بھی قادیانی نمائندے آئے مگر سوال یا اعتراض کی انہیں جرأت نہ ہوئی اور وہ ہمارے چیلنج کا بھی جواب نہ دے سکے۔

اس کے بعد میں نے انگلستان کے مختلف شہروں کا دورہ کیا اور پاکستان کی اس قرارداد کی وضاحت کی جس کے تحت ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا اس کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ قادیانی وہاں پروپیگنڈہ کر رہے تھے کہ ان کے ساتھ بڑی زیادتی ہوئی ہے۔ الحمد اللہ اس دورے کے باعث قادیانیوں کے فریب کا پردہ چاک ہو گیا۔

سوال:۔ نائیجیریا کا اب کیا حال ہے؟

جواب:۔ نائیجیریا کا جہاں تک تعلق ہے میں نے اور علامہ خالد محمود نے یہاں بھی دوروں میں بساط بھر کام کیا یہاں اب الحمد اللہ حالات بہت اچھے ہیں اسکا اندازہ یوں لگائیے کہ وفات مسیح کانفرنس سے فارغ ہونے کے بعد مرزا ناصر کو "امیر المومنین کہا جاتا ہے۔ جب کہ حقیقت میں وہ کافر" ہیں۔ وہ اگر آئے تو فساد ہو جائے گا۔ آخر کار نائیجیریا کی حکومت ان کا ویزا منسوخ کر دیا اور یوں مرزا ناصر کو نائیجیریا گھسنا نصیب نہیں ہوا۔ یہ بہت اہم بات ہے کیونکہ آٹھ سال پہلے مرزا ناصر نے دورہ کیا تھا تو صدر یعقوب گوروان نے خیر مقدم کیا تھا۔ اس مرتبہ نائیجیریا میں داخلہ ہی بند ہو گیا۔

لاگوس کے قریب ایک شہر اوگوروڈو میں ایک ہزار سے زیادہ قادیانی تھے وہ الحمد اللہ مسلمان ہو گئے۔ ایک اور شہر ایکری ہے وہاں ایک سو میں سے ۶۵ قادیانی تائب ہو گئے یہاں مسٹر مالکی بہت متمول اور با اثر شخص ہیں انہوں نے بیس لاکھ نیرا (نائیجیریا کا سکہ) صرف کر کے قادیانیوں کی عبادت گاہ بنائی تھی ہم نے ان سے ملاقات کی اور مرزا غلام احمد کی اصل تصانیف پیش کر کے اس کے عقائد بتائے تو مسٹر مالکی رو پڑے توبہ کی اور کہا کہ وہ اپنے ہزاروں معتقدین کے ساتھ قادیانیت سے تائب ہونے کا پبلک اعلان کریں گے۔ ان کے دونوں بیٹے بھی مسلمان ہو گئے۔ ہمارا اندازہ ہے کہ الحمد اللہ اب نائیجیریا کے حالات ہماری تبلیغی کاوشوں کے اعتبار سے بہت تسلی بخش ہے۔ ہمیں

امید ہے کہ اس ملک میں بہت جلد انشا اللہ قادیانیت کا بالکل خاتمہ ہو جائے گا۔

سوال: ۔ اب کچھ گھانا کے متعلق بتائیے

جواب: ۔ گھانا کی طرف ہمیں خصوصی توجہ دینی ہوگی یہ ملک قادیانیوں کا بہت بڑا مضبوط مرکز اور ان کی کارستانیوں کا مستحکم اڈہ بنا ہوا ہے۔ یہاں مذہبی امور کا وزیر قادیانی ہے سرکاری محکموں میں بہت سے افسر بھی قادیانی ہیں اگرچہ مسلمانوں کی آبادی اس ملک میں ۳۰ فیصد ہے لیکن وہ بے چارے بہت کمزور اور مرعوب ہیں۔ قادیانوں کی پوری کوشش ہے کہ مسلمان مرتد ہو جائیں۔ تعلیمی ادارے قادیانیوں کے ہیں یا پھر عیسائیوں کے ہیں۔ قادیانی اداروں میں اساتذہ اور عملہ کے لوگ بھی قادیانی ہیں۔ یہی حال ہسپتالوں کا بھی ہے عیسائیوں اور قادیانیوں کے اسپتالوں میں ان کا ہی زور ہے پھر قادیانی اسلام کے نام پر تبلیغ کر رہے ہیں اور وسیع پیمانے پر لٹریچر پھیلا رہے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے نائجیریا۔ گھانا اور سرالیون میں دس لاکھ کتابچے تقسیم کئے ہیں۔ اب مسلمانوں کی تعلیم کے لئے سعودی حکومت نے ایک پرائمری اسکول کھولا ہے۔ پتہ چلا ہے کہ وہاں حکومت نئے تعلیمی اداروں کے قیام کی اجازت نہیں دیتی۔ انگریزی دور حکومت میں جن اداروں کے قیام کی اجازت دی گئی تھی وہی چل رہے ہیں۔

گھانا میں ہم نے کئی مقامات پر تبلیغی اجتماعات سے خطاب کیا اور قادیانیوں کے فریب کا پردہ چاک کیا پاکستان نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی جو قرارداد منظور کی تھی اس کے نسخے بھاری تعداد میں تقسیم کئے۔ عکرہ میں خاص طور سے ایک بڑے اجتماع کا بندوبست کیا گیا تھا جس میں ہم نے قادیانیوں کے عقائد اور اسلام کے نام پر دھوکہ دینے کی تفصیلات سے لوگوں کو آگاہ کیا۔ گھانا کے دورہ میں سعودی عرب کا سفارت خانہ نے ہم سب سے بہت تعاون کیا بلکہ یوں کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ بہت کچھ کام ہم اس سفارت خانہ کی اعانت کے بغیر نہیں کر سکتے تھے اس کے مقابلے میں پاکستانی سفارت خانے کی طرف سے ہمارے ساتھ کوئی تعاون نہیں کیا گیا۔

سوال: ۔ ان تبلیغی دوروں میں آپ نے حالات کا جو اندازہ لگایا ان کے آئندہ مقابلے کے لئے آپ نے کیا سوچا۔ کیا رابطہ عالم اسلامی کو اس ضمن میں کچھ تجاویز دیں

جواب: ۔ ہم ان دوروں میں اندازہ لگایا ہے کہ اگر نائجیریا۔ گھانا اور سرالیون میں جم کر کام کیا جائے تو انشا اللہ قادیانیت کا بہت جلد خاتمہ ہو جائے گا۔ مگر اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ تبلیغ کے لئے جو لوگ بھیجے جائیں انھیں پہلے تین ماہ کی تربیت دی جائے گی۔ مثلاً سعودی عرب کی طرف سے ان ملکوں میں جو مبعوث بھیجے گئے ہیں وہ اکثر اساتذہ ہیں۔ ہم نے سعودی حکومت کے دالافتاد والارشاد کے سربراہ شیخ عبدالعزیز بن باز کو تجویز پیش کی ہے کہ آئندہ ایسے مبلغ بھیجے جائیں جنکو تبلیغ کی ۳ ماہ تک تربیت دگئی ہو یہ تجویز مان لی گئی ہے اور میں عنقریب عرب پہنچ کر مبلغین کے پہلے دستے کو تربیت دوں گا تاکہ وہ قادیانیت کا ڈٹ کر مقابلہ کر سکیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ گھانا۔ نائجیریا اور سرالیون سے ہم دس دس منتخب طلباء کو جامعہ عربیہ چنیوٹ میں تعلیم دیں گے اور ان کے تمام اخراجات خود اٹھائیں گے۔ یہ جامعہ ۱۹۵۲ سے کام کر رہی ہے یہاں میٹرک ادیب عربی عربی عالم عربی اور فاضل عربی کے امتحان ہوتے ہیں اور مبلغ تیار کئے جاتے ہیں ہماری اسکیم یہ ہے کہ اللہ کی تڑپ رکھنے والے تیس مسلمان بھائی افریقی طلباء کی تعلیم و تربیت کے اخراجات برداشت کرنا منظور کریں۔ الحمد اللہ مدینہ منورہ میں تیرہ دوستوں نے تیرہ طلباء کے اخراجات اٹھانے کی پیشکش کی ہمیں امید ہے کہ لقبیہ کے اخراجات برداشت کرنے والے مسلمان بھائی بھی جلد مل جائیں گے۔ یہ طلبہ فارغ ہونے کے بعد تینوں ملکوں میں تبلیغ اسلام کا مقدس فریضہ انجام دیں گے۔ سعودی عرب نے جامعہ عربیہ کے لئے اساتذا کی حد تک تعاون مانگا ہے اور ایک استاد کی خدمات ہمیں مل جائیں گی۔

ہم نے رابطہ عالم اسلامی سے یہ بھی کہا ہے کہ تینوں ملکوں میں سالانہ ختم نبوت کانفرنسیں منعقد کی جائیں۔ اسی طرح اسکولوں اسپتالوں اور اسلامی لٹریچر کے بارے میں تجویزیں پیش کی ہیں اور درخواست کی ہے کہ رابطہ عالم اسلامی کوشش کر کے گھانا میں بالخصوص مسلم اسکول کھلوائے۔

ایک خاص بات یہ ہے کہ قادیانیوں کی طرف سے قرآن پاک کا انگریزی ترجمہ ان ملکوں میں بہت تقسیم کیا جا رہا ہے ان کی تفصیلات سے حکومت سعودی عرب کو آگاہ کر دیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ اس ضمن میں ضروری کارروائی ہوگی۔ اصل میں دشواری یہ ہے کہ پاکستانی پاسپورٹ اور شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ ہے قادنیوں کے نام مسلمانوں جیسے ہوتے ہیں اور پاسپورٹ پاکستانی ہوتا ہے اس لئے انہیں مسلمان ہی سمجھ لیا جاتا ہے آپ کو سن کر تعجب ہوگا کہ مدینہ منورہ میں یوسف نامی ایک عیسائی ملازم کا ہے، مجھے پتہ چلا ہے اگرچہ حدود حرم میں غیر مسلموں کا داخلہ ممنوع ہے لیکن لوگ فریب دے کر پہنچ جاتے ہیں۔ میرا ارادہ ہے کہ اس مرتبہ پاکستان قومی اتحاد کے سربراہ مولانا مفتی محمود سے ملاقات میں یہ ساری باتیں ان کے گوش گزار کر دوں گا اور ان سے درخواست کروں گا کہ وہ حکومت کو اس بات پر تیار کریں کہ پاکستان کے شناختی کارڈ اور پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ بھی ہو، تاکہ دھوکہ بازی کا سدباب ہو سکے۔

بشکریہ روزنامہ جنگ

شہر شہر سے

ترتیب قمر ہاشمی

عوام پوری طرح قومی اتحاد کے ساتھ ہیں: قاری نور الحق قریشی

جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کے سیکرٹری جنرل قاری نور الحق قریشی نے ایک بیان میں جمعیت علماء پاکستان پنجاب کے سیکرٹری اطلاعات قاری عبد الحمید قادری کے اس بیان کو انتہائی شرانگیز اور گمراہ کن قرار دیا ہے جو بعض اخبارات میں شائع ہوا اس بیان میں صدر ضیاء الحق کے حوالہ سے جو باتیں کہی گئی ہیں اور جن میں دعویٰ کیا کیا گیا ہے کہ صدر نے جمعیۃ علماء پاکستان کے وفد کو وہ باتیں بتلائیں ان کی وضاحت تو حکومت کی ذمہ داری ہے لیکن جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ قومی اتحاد کے راہنما انتخابات ملتوی کرانے کے لئے درخواستیں کرتے ہیں تو یہ سراسر بہتان ہے۔ قاری نور الحق نے کہا قومی اتحاد کے راہنما ۱۹۷۹ء میں انتخابات کے سلسلہ میں انتہائی سنجیدہ ہیں اور ان کی ہر ممکن کوشش یہ ہے کہ انتخابات وقت پر ہوں حتیٰ کہ گذشتہ سال اکتوبر میں جب انتخابات ملتوی کئے گئے تو قومی اتحاد نے اس پر شدید احتجاج کیا قاری صاحب نے کہا کہ مسٹر قادری کی یہ بات کہ عوام قومی اتحاد کا ساتھ چھوڑ چکے ہیں حقائق کو جھٹلانے کے مترادف ہے ابھی دو روز قبل قومی اتحاد کے سربراہ نے مسجد شہداء میں جو خطاب کیا اس میں حد نظر تک پھیلی ہوئی دنیا جو اپنے قائد پر جان سے نثار ہو رہی تھی اسے دیکھ کر یہ بات کہنا مسٹر قادری جیسے لوگوں کا ہی کام ہے اس کے علاوہ قومی اتحاد کے صدر گذشتہ دنوں سرگودھا چنیوٹ اور فیصل آباد تشریف لے گئے جہاں لوگوں نے دیدہ دل فرش راہ کئے قاری نور الحق نے کہا کہ علماء حق کو روائتی زبان میں کانگریس کا طعنہ دنیا اور کہنا کہ وہ مفاد پرست ہیں انتہائی ڈھٹائی ہے اور مسٹر قادری کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ان اور ان کے آقایان ولی نعمت کا کردار ڈھکا چھپا نہیں وہ شیشہ محل میں بیٹھ کر پتھر مارنے سے گریز کریں ورنہ ان کا چہرہ انہیں جب دکھلایا گیا تو انہیں از حد ندامت ہوگی قاری صاحب نے کہا کہ عوام پوری طرح قومی اتحاد کے ساتھ ہیں اور نام نہاد اکثریت کے مدعیوں کو انتخابات میں یہ حقیقت معلوم ہو جائے گی انہوں نے اپیل کی کہ شرانگیزی سے گریز کیا جائے اور قوم کے اتحاد کو سبوتاژ کرنے کی بجائے اس قافلہ میں شمولیت اختیار کریں جائے تاکہ متحد ہو کر اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے جدوجہد کی جا سکے۔

تنظیمی دورہ بہاولنگر

بہاولنگر: جمعیۃ علماء اسلام بہاولپور تنظیمی کمیٹی کے کنوینر مولانا محمد یوسف نے بہاولنگر کی تحصیل میں یونین کونسل سطح پر دورہ کیا جس میں ان تمام یونین کونسل کے مواضعات کا دورہ بھی کیا۔ اور ان مقامات پر تنظیمی دورہ کرنے کے بعد کارکنوں سے خطاب کیا آپ نے کہا کہ جمعیۃ علماء اسلام کی رکنیت سازی کو تیز کر دیں اور تمام کارکن متحد ہو کر منظم صورت میں عوام کو اسلام کے نظام سے روشناس کرائیں کیونکہ وقت قریب ہے کہ ملک میں عوام اور علماء کی قربانیوں کی وجہ سے بہت جلد ہی اسلامی نظام نافذ ہوگا۔ انہوں نے کارکنوں کو ہدایات دیں کہ باقاعدہ دفاتر قائم کریں اور حلقہ کا مکمل ریکارڈ رکھیں تاکہ باہمی رابطہ کے لئے مشکلات نہ آسکیں ان کے ہمراہ راؤ عزیز الرحمان کنوینر رکن سازی کمیٹی تحصیل بہاولنگر بھی تھے جن یونین کونسلوں کا دورہ کیا ان کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔ یونین کونسل پنج کوسی۔ یونین کونسل جنڈ انوالہ۔ یونین کونسل کھیترانوالہ یونین کونسل کھاٹاں۔ یونین کونسل گلاب علی۔ یونین کونسل سمونڈہ۔ یونین کونسل کشن گڑھ۔ یونین کونسل ملک پورہ۔ یونین کونسل فتح محمد شاہ۔ یونین کونسل چک غلام۔ یونین کونسل نورسر۔ یونین کونسل محاراوالی۔ یونین کونسل روجھان والی۔ ٹاؤن کمیٹی ڈونگہ بونگہ ان یونین کونسلوں کے مواضعات کا بھی دورہ کیا ان تمام مواضعات اور یونین کونسل سطح پر تنظیمیں قائم کی گئی۔ اور دفاتر کا بھی قیام عمل میں لایا گیا کارکنوں میں جمعیۃ کے راہنماؤں کے دورہ کے بعد رکنیت سازی کی مہم میں تیزی شروع ہوگئی مولانا نے کارکنوں کو تلقین کی وہ سب زور ترجمان اسلام کے خریدار بنیں اور اس کے زیادہ سے زیادہ خریدار بنائیں۔

جمعیۃ علماء اسلام میں شمولیت کا اعلان

بہاولنگر بار ایسوسی ایشن کے سابق صدر خلیق احمد چوہان ایڈوکیٹ اپنے سینکڑوں احباب سمیت جمعیۃ میں شمولیت کا اعلان کیا ہے نیز چوہدری محمد شفیع مختار عام نواب آف بہاولپور نے اپنے ہزاروں ساتھیوں کے ہمراہ جمعیۃ میں شمولیت کا اعلان کیا ہے اس کے علاوہ علاقہ کے مشہور و معروف زمیندار امیر حمزہ ہوتیانہ نے اپنے ہزاروں ساتھیوں کے ہمراہ جمعیۃ میں شمولیت

کا اعلان کیا ہے۔ ان صاحبان کی شمولیت پر ضلع بہاول نگر جمعیۃ کے جنرل سیکرٹری مولانا محمد یوسف اور راؤ عزیز الرحمان نے ان کا خیر مقدم کیا۔

خلافت راشدہ کا نظام نافذ کیا جائے

مولانا عبدالشکور دینپوری:

کہروڑ پکا۔ سواد اعظم اہلسنت پاکستان کے مرکزی راہنما مولانا عبدالشکور دین پوری نے حکومت پاکستان سے پر زور مطالبہ کیا۔ کہ مملکت خداداد پاکستان میں خلفاء راشدین رض کا نظام نافذ کیا جائے وہ یہاں مشہور دینی درسگاہ مدرسہ عربیہ باب العلوم میں ایک عظیم الشان جلسہ سے خطاب کر رہے تھے انہوں نے کہا کہ خلافت راشدہ کا نظام ہی درحقیقت نظام مصطفےٰ کی عملی تفسیر ہے۔ اور تمام مسائل کا حل ہے۔ انہوں نے کہا کہ کچھ لوگ فتاویٰ عالمگیری کے خلاف مہم برپا کئے ہوئے ہیں اور کچھ فتاویٰ کی آڑ لے کر فرقہ وارانہ فساد پھیلا رہے ہیں لہذا ان کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھی جائے۔ مولانا محمد اکمل حقانی اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے اجتماع سے خطاب کیا۔ جب کہ صدارت کے فرائض مشہور سماجی کارکن الحاج مرزا شفاعت بیگ نے سر انجام دیئے۔

شعبہ نشر و اشاعت مدرسہ عربیہ باب العلوم
کہروڑ پکا۔

جمعیۃ علماء اسلام کراچی شرقی:

گزشتہ دنوں جمعیۃ علماء اسلام کراچی شرقی ضلع کا اجلاس بمقام خلد آباد دفتر میں منعقد ہوا۔ اجلاس کی صدارت مولانا غلام صمدانی امیر ضلعی جمعیۃ نے کی۔ کارروائی کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ تلاوت کے بعد جمعیۃ علماء اسلام کراچی شرقی کے ناظم عمومی، کونیز مولانا حضرت ولی ہزاروی نے رکن سازی کے اہمیت اور طریقہ کار پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ اور کہا۔ کہ بکس ۹ دسمبر کو پہنچیں ہیں۔ تاخیر کی صورت میں جلدی اجلاس طلب کرنا پڑا۔ فی الحال حلقہ وائز بکس تقسیم کی جاتی ہیں۔ ۵۰۰ بکیں ختم ہونے کے بعد مزید بکیں منگوائی جائیں گی۔

حضرت ولی ہزاروی نے کہا کہ ہمارا ضلع دوسرے اضلاع کے مقابلے میں چھوٹا ضلع ہے اور کراچی کا تیسرا حصہ ہے۔ لیکن پوری سے جدوجہد کے ساتھ رکن سازی کر کے کل پاکستان ضلعی جمعیتوں میں پہلا نمبر حاصل کرنا ہے۔

۴۔ مولانا زاہد الراشدی کے اعلان کے مطابق رکن سازی کی مہم کے آخری مہینے ربیع الثانی کو رکن سازی کی مہم کے سلسلہ میں فیصلہ کیا گیا۔ کہ پمفلٹ، اشتہارات کے علاوہ بڑے بینرز مرکزی مقامات پر آویزاں کئے جائیں گے۔ اور رکن سازی مہم کو دفتروں، محلوں سے باہر سڑکوں پر زیر عمل لایا جائے گا۔

ہمارا ماضی بے داغ ہے

گذشتہ دنوں جمعیۃ علماء اسلام کراچی شرقی کا ہنگامی اجلاس بمقام بلال کالونی منعقد ہوا۔ اجلاس کی صدارت مولانا غلام صمدانی امیر ضلعی جمعیۃ نے کی۔ کارروائی کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ اس کے بعد مولانا حضرت ولی ہزاروی ناظم اعلیٰ ضلعی جمعیت وکنوینر ضلع نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔ کہ حضرت درخواستی کی مشفقانہ سرپرستی اور دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ اور قائد جمعیۃ حضرت مفتی صاحب کے تدبر اور ولولہ انگیز قیادت کا نتیجہ ہے۔ کہ آج دوسرے لوگ بھی قائد جمعیت کو خراج تحسین پیش کرنے پر مجبور ہیں۔ ہمارا ماضی بے داغ ہے۔ اور ہم دینی خدمات کے علاوہ ملکی، ملی اور رفاہی کاموں میں بھی مصروف ہیں اور انشاء اللہ تادم آخر اسی جذبہ کے ساتھ کام کریں گے۔

حضرت ولی ہزاروی کے بعد جناب حاجی سلطان محمود صاحب (جو کہ بااثر شخصیت، مشہور تاجر، اور جماعت اسلامی کے دس سالہ رکن) نے اپنے پانچ ساتھیوں سمیت جمعیت علماء اسلام میں شمولیت کا اعلان کیا۔ اس کے بعد علاقہ بلال کالونی کے باشندوں نے امیر ضلعی جمعیت۔ کونسلر بلدیہ مولانا غلام صمدانی کا شکریہ ادا کیا۔ کہ آپ کی کوششوں سے ہمارے علاقے میں پانی کنکشن، اسٹینڈ پوسٹ۔ گندے پانی کی نکاسی کے لئے پکی نالیاں، ۴ عدد لیٹرین تیار ہو گئے ہیں۔ ضلعی عہدہ داروں نے حاجی سلطان محمود اور ان کے ساتھیوں کو جمعیت میں شمولیت پر مبارک باد دی۔

افتتاح:۔ مورخہ یکم دسمبر کو بلال کالونی میں جمعیت علماء اسلام کراچی شرقی کے ذیلی دفتر کے افتتاح کی تقریب ہوئی۔ مولانا غلام صمدانی نے دفتر کا افتتاح کیا۔ موقع پر حاضر کثیر تعداد کے مجمع نے حضرت ولی ہزاروی ناظم عمومی ضلعی جمعیت نے حاضرین کو اور خصوصاً حاجی سلطان محمود صاحب کو دفتر قائم کرنے اور جماعتی سرگرمیوں کے پیش نظر مبارک دی اور کارکنان کو دفتری امور اور طریق کار کی وضاحت کی۔ اس کے بعد مولانا صمدانی صاحب نے دعا مانگی اور مجلس برخاست ہوئی۔

فقیر والی

گذشتہ روز جمعیت علماء اسلام فقیر والی کا ایک ہنگامی اجلاس زیر صدارت مولانا محمد قاسم قاسمی منعقد ہوا۔ جس میں ضلع گجرات کے ممتاز مذہبی و سیاسی راہنما مولانا سید ضیاء اللہ شاہ صاحب بخاری کی ساتھیوں سمیت جمعیت علماء اسلام میں شمولیت کا خیر مقدم کیا گیا مولانا محمد قاسم قاسمی نے فرمایا کہ حضرت سید ضیاء اللہ شاہ صاحب کی شمولیت سے ضلع گجرات میں جمعیۃ علماء اسلام ایک عظیم طاقت بن گئی ہے۔ کیونکہ مولانا ضیاء اللہ شاہ صاحب کی شمولیت سے ان لاکھوں مرید و عقیدتمند بھی جمعیت سے وابستہ ہو گئے ہیں۔ دینی و مذہبی حلقوں میں حضرت شاہ صاحب کی شمولیت سے خوشی و مسرت کی لہریں دوڑ گئی ہیں۔

محمد اسلم شاکر جنرل سیکرٹری جمعیت علماء اسلام فقیر والی۔

تعزیتی اجلاس

پاکستان قومی اتحاد حلقہ لنڈا بازار لاہور کا ایک ہنگامی اجلاس زیر صدارت محمد اکرم بٹ مورخہ ۲۸ دسمبر شام چار بجے منعقد ہوا۔ اجلاس میں قومی اتحاد

صوبہ سرحد کے صدر حضرت سید ایوب جان بنوری کے بڑے بھائی مولانا یعقوب جان بنوری کی المناک وفات پر تعزیت کا اظہار کیا گیا اور دعا کی گئی کہ اللہ تبارک و تعالیٰ مولانا مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

اجتماع و مجلس قرأت:

بیادگار استاذ القراء حضرت قاری محمد شریف نور اللہ مرقدہٗ ایک مجلس قرأت اور اجتماع مدرسہ دار القراء، بی بلاک ماڈل ٹاؤن لاہور میں مورخہ ۱۵ جنوری بروز پیر منعقد ہو رہا ہے جس میں حضرت شیخ کے جملہ شاگردوں کو شرکت کی دعوت دی جا رہی ہے اس اطلاع کو دعوت نامہ تصور کیا جائے۔

منجانب (قاری) حافظ محمد رفیع مہتمم مدرسہ تجوید القرآن لاہور۔

شمولیت پر استقبالیہ:

گذشتہ دنوں جمعیۃ علماء اسلام فیصل آباد میں معززین کی شمولیت پر ان کے اعزاز میں ایک استقبالیہ تقریب زیر صدارت مولانا عزیز الرحمان صدر ضلعی تنظیمی کمیٹی ضلع فیصل آباد منعقد ہوئی جس میں حضرت مولانا زاہد الراشد صاحب ناظم مرکزی تنظیمی کمیٹی جمعیۃ علماء اسلام پاکستان مہمان خصوصی تھے۔ تقریب کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ قاری محمد ارشد زاہد صاحب نے تلاوت فرمائی۔ تلاوت کے بعد مولانا عابد نعیم صاحب نے تقریب کی غرض و غایت بیان کی۔ مولانا احمد سعید صاحب لدھیانوی قائم مقام ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام شہر فیصل آباد نے اتحاد بین المسلمین کے موضوع پر مفصل بیان کیا۔ بعد ازاں مولانا عابد نعیم صاحب نے معززین کا تعارف کرایا جس میں ڈاکٹر، وکلاء، تاجر، مزدور لیڈر۔ کاروباری حضرات کے علاوہ زمیندار حضرات شامل ہیں۔ اس کے بعد مولانا زاہد الراشدی نے اپنے بیان میں جمعیۃ علماء اسلام کے اغراض و مقاصد قومی سیاست میں اسکا کردار اثرات اور موجودہ دور میں اسکی اہمیت و ضرورت۔ رکنی سازی مہم اور دستور و منشور سے متعلق بیان فرمایا فیصل آباد کے اخباری نمائندہ حضرات نے مختلف سوالات کئے مولانا نے ان کے جوابات دیئے اور اس طرح یہ تقریب کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی بعد نماز عشاء مولانا طارق آباد تشریف لے گئے اور مولانا محمد یوسف صاحب خطیب طارق آباد جو جمعیۃ علماء اسلام فیصل آباد کے راہنما ہیں کی مسجد میں اصلاح معاشرہ کے موضوع پر مدلل اور مفصل خطاب فرمایا۔ رات کو مولانا عزیز الرحمان مین بازار سنت پورہ کے ہاں قیام فرمایا ۲۷ دسمبر کو چنیوٹ تشریف لے گئے۔

درج ذیل حضرات نے جمعیۃ علماء اسلام فیصل آباد میں شمولیت کا اعلان کیا:

۱۔ چوہدری صدیق اختر ایڈوکیٹ
۲۔ چوہدری غفور اسلم ایڈوکیٹ
۳۔ جناب انداز یونس خاں صاحب ایڈوکیٹ
۴۔ سید حامد محمد ترمذی ایڈوکیٹ
۵۔ حاجی معراج دین اتحاد بک سٹور
۶۔ چوہدری غفور اسلم صاحب ایڈوکیٹ
۷۔ جناب محمد امین صاحب اتحاد بک سٹور
۸۔ احمد سعید صاحب
۹۔ ڈاکٹر محمد علی صاحب ریل بازار
۱۰۔ ڈاکٹر محمد علی صاحب ناظم آباد
۱۱۔ جناب محمد اعظم صاحب اعظم کارپوریشن
۱۲۔ ڈاکٹر محمد افضل صاحب گلبرگ
۱۳۔ عبدالرشید صاحب انقلابی محاذ سیکرٹری
۱۴۔ چوہدری بابر جاوید صاحب ایڈوکیٹ
۱۵۔ حاجی عبداللطیف صاحب صدر اسٹاکسٹ ایسوسی ایشن کارخانہ بازار
۱۶۔ چوہدری عبدالرزاق صاحب برادر سوپ کارخانہ بازار۔
۱۷۔ چوہدری محمد امین صاحب۔
۱۸۔ حاجی محمد انور صاحب۔
۱۹۔ سرفراز احمد صاحب صدیقی برادرز انجینئرنگ رائس شیخوپورہ روڈ
۲۰۔ چوہدری رحمت اللہ صاحب سیکرٹری اطلاعات سروے کمیٹی کچی آبادی
۲۱۔ مولوی محمد دین صاحب۔ ممبر سروے کمیٹی کچی آبادی
۲۲۔ شیخ عبدالستار ایڈوکیٹ ہائیکورٹ چک جھمرہ
۲۴۔ مزدور لیڈر نیاز احمد صاحب چک جھمرہ
۲۵۔ شیخ اے رسول صاحب صدیقی بی ایس سی ریٹائرڈ ڈپٹی کلکٹر محکمہ نہر۔
۲۶۔ چوہدری محمد امین صاحب ایڈوکیٹ ہائیکورٹ
۲۷۔ رانا غلام غوث صاحب سدھوپورہ
۲۸۔ چوہدری محمد امین صاحب سدھوپورہ
۲۹۔ چوہدری محمد اقبال صاحب
۳۰۔ سید شبیر الحسن صاحب گیلانی ایڈوکیٹ
۳۱۔ میاں محمد صادق صاحب سابق صدر تحریک استقلال منڈی روڈالہ روڈ جڑانوالہ
۳۲۔ ڈاکٹر محمد حسین الحسینی صاحب سابق سیکرٹری جمعیۃ علماء پاکستان منڈی روڈالہ روڈ جڑانوالہ
۳۳۔ ڈاکٹر محمد یعقوب صاحب جڑانوالہ
۳۴۔ ڈاکٹر محمد رفیق مسلم صاحب جڑانوالہ
۳۵۔ چوہدری محمد امین صاحب غلام محمد آباد کالونی فیصل آباد
۳۶۔ چوہدری محمد انور صاحب سدھوپورہ فیصل آباد
۳۷۔ چوہدری بشیر احمد صاحب سابق میونسپل کمشنر ٹاؤن کمیٹی جھمرہ۔

مبارک باد:

جمعیۃ علماء اسلام کے خدام غلام اکبر سلیمانی قاری نور احمد، مولوی فضل الرحمٰن درخواستی اور میاں اللہ ڈیوایا نے عبدالماجد آزاد کی شادی خانہ آبادی پر دلی مسرت کا اظہار کرتے ہوئے مبارکباد پیش کی ہے اور کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں میں خیر و برکت دے اور خوشحال ایام گذارنے میں مزید ارزانی فرمائے۔

حاجی مطیع الرحمٰن درخواستی، عبدالرحمٰن جامی درخواستی مدرسہ عربیہ مخزن العلوم عیدگاہ خانپور ضلع رحیم یار خان۔

صدر انجمن تاجران کی پریس کانفرنس:

تاجر معاشرہ میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں اور اقتصادی استحکام کی ضمانت ہیں معاشرہ کی اقتصادی خوشحالی کے لئے تاجران کو کاروباری تحفظ فراہم کرنا نہایت ضروری ہوتا ہے اگر تاجران کو مختلف حکومتوں نے مختلف

قسم کے فارمولوں کا سامنا کرنا پڑے تو یقیناً تاجروں میں بددلی پیدا ہوگی اور اگر تاجران کو انتقامی کارروائیوں کا نشانہ بنایا جائے تو یہ صورت حال نہایت ہی سنگین ہو جائے گی۔

بالکل یہی صورت حال اب پیدا کر دی گئی ہے پورے ملک میں ۲ سو کے قریب سیمنٹ کی ایجنسیاں صرف اس وجہ سے منسوخ کر دی گئی ہیں کہ یہ سابقہ دورِ حکومت میں سیاسی بنیادوں پر دی گئی تھیں۔ سیاسی ایجنسیوں کو سیاسی بنیادوں پر ہی منسوخ کر دینا قرین انصاف نہیں۔

اس کے لئے باقاعدہ تحقیقاتی ٹیم بنائی جاتی جس میں ضلعی حکام، سیمنٹ فیکٹریوں کے نمائندے اور تاجران کے نمائندے شامل ہوتے اگر کوئی بھی ایجنسی ہولڈر خواہ ۷۳ء کا ہوتا یا ۱۹۷۷ء کا بلیک مارکٹنگ میں یا بدنیتی میں ملوث ہوتا تو اس کی ایجنسی نہ صرف منسوخ بلکہ زرِ ضمانت بھی ضبط کر لیا جاتا لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے بلا تحقیق و ثبوت ۲ ہزار پاکستانیوں کو روزگار سے محروم کر دیا گیا اور طرح یہ کہ ان سے قانونی حق بھی چھین لیا گیا۔

بددیانت اور بلیک مارکیٹ کرنے والے افراد بلاشبہ تاجران میں بھی ہیں جنکا سیاسی مسلک مختلف ہے لیکن کس قدر زیادتی ہوگی کہ تصدیق کئے بغیر ایک پارٹی کے لوگوں کے بارے میں یہ نظریہ قائم کر لیا جائے کہ وہ بلیک مارکیٹ کرنے والے ہیں۔ یقیناً منسوخ شدہ ایجنسی ہولڈروں میں اچھے لوگ بھی ہوں گے جن کو قانونی طور پر صفائی کا موقع نہ دینا مناسب نہ ہوگا۔

میں اس موقع پر پروفیسر غفور صاحب سے گذارش کروں گا کہ یہ اقدامات اس وزارت کے افسر کر رہے ہیں جس کے وزیر خود پروفیسر صاحب ہیں مجھے یقین ہے کہ پروفیسر صاحب کو ان افسران نے تصویر کا غلط رخ پیش کیا ہوگا۔ ورنہ سیاسی لوگ اور تعمیری ذہن رکھنے والے افراد انتقامی کارروائیوں سے گریز کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں میں تاجر برادری کی طرف سے مطالبات اخبارات کے توسط سے جنرل محمد ضیاءالحق صدر پاکستان اور قومی اتحاد مولانا مفتی محمود کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔

۱۔ منسوخ شدہ ایجنسیاں جن میں بہاولپور ضلع آٹھ سیمنٹ ایجنسیاں بھی شامل ہیں فی الفور بحال کی جائیں

۲۔ منسوخ شدہ ایجنسیوں کی بحالی کے بعد ان کی تحقیقات کے لئے ضلعی سطح پر سرکاری افسروں فیکٹری تاجران وکلاء اور صحافی حضرات میں سے نمائندگان مقرر کئے جائیں۔ اگر کوئی ایجنسی ہولڈر بلیک مارکیٹ یا تاجرانہ بددیانتی میں ملوث ہو تو نہ صرف ایجنسی بلکہ زرِ ضمانت بھی ضبط کر لیا جائے

۳۔ سابقہ ایجنسیوں کی منسوخی کا یہ فارمولا ختم کیا جائے کہ سابقہ دورِ حکومت میں دی گئی ہیں۔ تاکہ تاجر صحیح طریق پر بلا خوف و جھجھک اپنے کاروبار پر توجہ دے سکیں۔

۴۔ محض سیاسی یا ذاتی اختلاف پر ایجنسی یا کاروبار میں مداخلت پر قانونی چارہ جوئی کا حق دیا جائے

غلام سرور۔ صدر انجمن تاجران بہاولپور

گھوٹکی

گھوٹکی جمعیت علمائے اسلام کی مجلسِ شوریٰ کا اجلاس مولانا عبدالحق چند کی صدارت میں ۲۹ ستمبر ۷۸ء بعد نمازِ جمعہ ہوا۔ تقریباً ایک سو مندوبین نے شرکت کی۔ جن میں مولانا عبدالحق چند صاحب امیر جمعیت گھوٹکی، مولانا عبدالمجید چند نائب امیر حاجی بشیر احمد صاحب ناظم عمومی مولانا عبدالقادر چاچڑ مولانا عبدالوہاب چاچڑ اور حاجی محمد ابراہیم صاحب نے بھی تقریریں کیں۔

آخر میں ناظم جمعیت علمائے اسلام اور جنرل سیکرٹری قومی اتحاد گھوٹکی مولانا اللہ دتہ چند صاحب نے تفصیلی خطاب فرمایا۔ اس اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ گھوٹکی تعلقہ کے مبلغ مولانا عبدالحمید چاچڑ اور عوام کے مسائل حل کرنے کے لیے مولانا اللہ دتہ چند صاحب کو مقرر کیا جائے۔ مولانا صاحب کو پانچ معاون دیئے گئے جن میں:

۱۔ مولانا عبدالحق صاحب۔
۲۔ مولانا عبدالمجید صاحب
۳۔ حاجی بشیر احمد خواجہ
۴۔ ملک محمد الدین افغان
۵۔ حاجی محمد ابراہیم صاحب

شامل ہیں اور نمازِ عصر کے بعد دفتر کا افتتاح ہوا۔

اس موقع پر بہت سے معزز شہریوں نے شرکت فرمائی۔

مولانا اللہ دتہ صاحب سے فون نمبر ۲۱۳، اور فون نمبر ۹۰ پر رابطہ قائم کیا جا سکتا ہے۔

بہاولپور میں داخلہ پر پابندی

بہاولپور ضلع کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے دو ماہ کے لیے بشیر احمد شاد پر ضلع بہاولپور میں داخلہ بندی کر دی ہے اور یہ تقریباً عرصہ پانچ سال قبل بھٹو دور سے ہو رہا ہے۔ اور انتظامیہ انہیں فہرستوں کی بناء پر ہر سال دو ماہ کے لیے داخلہ کی پابندی لگا دیتی ہے۔

ضلعی انتظامیہ کو فوری طور پر اس ناانصافی کی طرف توجہ دینی چاہیئے۔

اپیل

جہلم، جمعیت علمائے اسلام ضلع جہلم کے جنرل سیکرٹری چوہدری محمد انور پاشا، جمعیت کے ضلعی سیکرٹری اطلاعات مفتی رشید احمد ارشد مہتمم مدرسہ عثمانیہ تعلیم الاسلام جکر، نے صدرِ پاکستان جنرل محمد ضیاءالحق اور پاکستان قومی اتحاد کے سربراہ مولانا مفتی محمود کو ملک میں نظامِ شریعت کے چار قوانین کے ۱۲ ربیع الاول سے نفاذ اور نماز کی پابندی کے آرڈی ننس کے فوری نفاذ پر خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے دیہاتوں اور قصبات تک پانچوں وقت کی نماز کی پابندی اور قصبوں میں انتظامیہ کے سربراہوں کو نمازِ جمعہ جا کر ادا کرنے کا پابند کرنے کی اپیل کی۔

حضرت امروٹی شکارپور میں

جمعیت علمائے اسلام صوبہ سندھ کے امیر مولانا سید محمد شاہ صاحب امروٹی کے حکم سے ضلعی دفتر شکارپور میں ایک ہنگامی تقریب زیرِ صدارت استاد مولانا عبداللہ صاحب مہر منعقد ہوئی۔

اس تقریب سے جمعیت علمائے اسلام صوبہ سندھ کے ناظم مولانا غلام قادر پنہوار نے جمعیت کی صداقت پر مفصل خطاب فرمایا۔ اس کے بعد امیرِ مجلس حضرت امروٹی تشریف لائے۔

مرکزی تاریخ ساز کنونشن کیلئے ابھی سے تیاریاں شروع کر دیں

قائد طلباء میاں محمد عارف

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کا ہر فرد باطل قوتوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرے گا

ندیم اقبال اعوان

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کے صدر قائد طلباء میاں محمد عارف نے طلبہ پر زور دیا ہے کہ وہ مرکزی تاریخ ساز کنونشن کے لیے ابھی سے تیاری شروع کر دیں، طلبہ کے مقامی اجتماعات رکھ کر ان کو کنونشن میں شرکت اور اس کے انتظامات میں دلچسپی پر آمادہ کریں اور اجتماع کی اہمیت کو واضح کریں۔ اور تمام طلباء نظم و ضبط کا بے مثال مظاہرہ کرنے کا عزم لے کر آئیں۔

جمعیّت طلباء اسلام کے مرکزی نائب صدر جناب ندیم اقبال اعوان نے اپنے ایک بیان میں کہا کہ جمعیۃ طلباء اسلام نے ہر وقت کے آمروں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا ہے۔ انشاء اللہ مستقبل میں بھی جمعیّت طلباء اسلام کا ہر فرد باطل قوتوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرے گا انہوں نے مزید کہا کہ ملک میں چلنے والی تمام تحریکوں میں جمعیّت طلباء اسلام پاکستان تمام طلباء تنظیموں سے آگے رہی اور اس نے بے مثال کردار ادا کیا۔

مجلس استقبالیہ

جمعیّت طلباء اسلام پاکستان کے مرکزی کنونشن کے لیے مندرجہ ذیل اراکین پر مشتمل مجلس استقبالیہ تشکیل دی گئی جس کے صدر جناب حافظ اطہر عزیز صاحب ہونگے۔

ندیم اقبال اعوان، ظہیر میر، محمد ادریس، ملک جلیل اعوان، عبدالخالق ندیم، ظفر یٰسین بٹ، خالد محمود ڈیپو، سید نصیب علی شاہ، حافظ محمد ریاض، انیس الحسن، ڈاکٹر نذیر احمد ہنجوارہ، عبدالغفور حیدری، حافظ عبدالواحد، عبدالوہاب، بشیر قریشی، عبدالرحیم اعجازی، محمد افضل محمد نعیم، محمد نجم۔

جمعیّت طلباءِ اسلام میں شمولیّت

جمعیت طلباء اسلام پاکستان مانانوالہ کا اجلاس زیر صدارت جناب رانا توفیق احمد منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل طلباء نے جمعیّت طلباء اسلام کے پروگرام سے متاثر ہو کر انجمن طلباء اسلام کی بنیادی رکنیّت سے مستعفی ہو کر جمعیت طلباء اسلام میں شمولیّت کا اعلان کر دیا۔

اکرم حیات، محمد جاوید اقبال، چوہدری محمد انور محمد بشیر نازؔ، ملک محمد رمضان، منظور علی خاں، چوہدری کامل عثمان خاں، بعد ازاں ان طلباء کے جھنڈے میں شامل ہونے پر جناب رانا توفیق احمد قمر اور چوہدری تنویر احمد ناصر ملک جیر احمد وغیرہ نے انہیں مبارک باد دی اور ان کا خیر مقدم کیا۔

انتخاب تحصیل چارسدہ (چینا)

صدر۔ محمد طارق، ناظم عمومی لطیف الرحمٰن، ناظم نشریات، نعیم الحق، نائب صدر حیدر علی شاہ، نائب ناظم نور علی شاہ، ناظمِ مالیات نثار احمد۔

انتخاب ضلع مظفر گڑھ

صدر۔ محمد طالب ضیاء صدیقی، ناظمِ عمومی ملک مظہر حسین، نائب صدر۔ محمد اختر وہاب، نائب ناظم محمد یوسف، نائب صدر دوم۔ عبدالعزیز درانی۔ نائب ناظم دوم۔ محمد زبیر، ناظم نشریات، محمد ایوب ناظمِ مالیات، محمد رفیق شاہ۔

انتخاب فقیر والی

صدر۔ ظفر اللہ شفیق احمد بٹ، نائب صدر۔ عبدالرزاق طارق۔ ناظم عمومی، محمد صالح عثمانی، ناظمِ اول، قاری نور محمد، ناظم دوم، فضل کریم ندیم۔ ناظم نشریات: محمد اجمل ندیم، ناظم مالیات عبدالشکور ناظم دفتر۔ عبدالحمید سلیمی۔

انتخاب ضلع رحیم یار خان

سرپرست۔ رانا انوار الحق بازی۔ صدر۔ فضل الرحمٰن درخواستی، نائب صدر حافظ فاروق احمد ناظم عمومی۔ خالد حسین بھٹی۔ ناظم۔ محمد اختر۔ ناظم نشر و اشاعت انوار الرحمن

تمام شاخیں اپنے خطوط اور ہر قسم کی خبریں مرکزی دفتر ۴ ۔ بی شاہ عالم مارکیٹ کے پتہ پر ارسال کریں ترجمانِ اسلام کے دفتر میں بھیجے جانے والی خبر کو ڈائری میں شامل نہیں کیا جائے گا۔

ناظم نشر و اشاعت، پنجاب۔
ظفر یٰسین بٹ

دار العلوم اور مسائل

اس عنوان کے تحت ہم روزمرہ کے مسائل پر مراسلات شائع کرتے ہیں۔ ایڈیٹر کے نام خطوط خوشخط جامع مختصر اور صفحہ کے ایک جانب تحریر ہونے چاہئیں ایسے مراسلے شامل اشاعت نہیں ہوں گے جن کاغذ کے ہر دو اطراف طویل اور جن پر مراسلہ نگار کا مکمل پتہ نہیں ہوگا۔ مراسلات اس پتہ پر بھیجیں: شعبہ دار العلوم و مسائل ہفت روزہ ترجمان اسلام چوک رنگ محل لاہور

وزارتِ مذہبی امور کی خدمت میں۔

گزشتہ دنوں صدر پاکستان نے شرعی قوانین کے نفاذ اور قاضی مقرر کرنے کا اعلان فرمایا ہے۔ اس سلسلے میں گذارش ہے کہ جو قاضی صاحبان بحیثیت جج مقرر فرما دیں گے، ان کی تنخواہ کا سکیل نمبر ۶ رکھنا۔ کیونکہ یہ قاضی صاحبان ضرور کسی دینی مدرسہ کے فارغ التحصیل ہونگے۔ اور بقول حکومت کے کہ اس کے پاس علمائے کرام کے لیے سکیل نمبر ۶ سے زیادہ دینے کی بجٹ میں گنجائش نہیں۔

سبحان اللہ، یہ اسلامی ملک ہے اور یہ اسلامی بجٹ ہے۔ کیا اسلامی ممالک میں علماء کرام کا یہ وقار ہے؟ جب تک اس ملک میں علماء کرام کا وقار بحال نہ ہوگا، نہ اسلامی آئین چل سکتا ہے نہ اسلامی معاشرہ قائم ہوگا۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ ایک معلم اسلامیات سکیل نمبر ۶ لے، اور ایک بی۔ ٹی استاد سکیل نمبر ۱۴ لے۔ حالانکہ دونوں ٹیچر ایک ہی کلاس کو پڑھائیں۔ بس فرق یہ ہے کہ وہ انگلش پڑھاتا ہے جو غیر لازمی ہے، اور دوسرا اللہ و رسول ﷺ کی تعلیم دیتا ہے، جو لازمی ہے کیا اسی کا نام انصاف ہے اور کیا یہ ہے اسلامی ملک میں علماء کرام کا وقار اور مقام؟

ببیں تفاوت راہ از کجا است تا بکجا

علماء کرام کی توہین دراصل دین اسلام کی توہین ہے، کیونکہ ہائی سکولوں میں یہ سکیل کسی ٹیچر کا نہیں۔

ہم معلمین اسلامیات گورنمنٹ مدارس صوبہ سرحد عرض گذار ہیں کہ:

" اساتذہ اسلامیات اپنی تعلیمی قابلیت کے لحاظ سے بی ٹی اساتذہ سے کسی طرح بھی کم نہیں۔ اساتذہ اسلامیات کو معیارِ زندگی اور دینِ اسلام کی سربلندی کے لیے کم از کم گریڈ نمبر ۱۴ دیا جائے تاکہ بچوں پر اسلامی تعلیم کا زیادہ اثر ہو۔

(عبد الرحمن معلم اسلامیات صدر انجمن، معلم دینیات گورنمنٹ مدارس صوبہ سرحد)

مرزائیوں کا احتساب بھی کیجئے!

مکرمی!

۶ ستمبر ۱۹۷۴ء کے تاریخی دن پاکستان کی مرکزی و قومی اسمبلی نے مرزائیوں کے خلاف جو عظیم اور اسلامی تعلیمات کے عین مطابق جو فیصلہ کیا تھا اس کا اطلاق اور نفاذ دنیا میں بھی حضرت انسان کی بعثت کے روز اول سے ہی مسلم ہے جس کے روشن دلائل بقیہ آسمانی کتب اور صحیفوں کے علاوہ قرآن عزیز میں بھی آیت ختم نبوت، آیت تکمیل دین اور دیگر کئی مقامات سے معلوم ہوتے ہیں اس کے بعد ذخیرۂ احادیث رسول ﷺ میں اس کی تشریح بھی اہل بصیرت مسلمانوں کے لیے بڑی تفصیل سے موجود ہے فقہ میں بھی منکرین ختم نبوت کے دونوں گروہوں کے لیے بڑی بڑی وعیدیں موجود ہیں پھر ۱۴ سو سال سے اجماع امت اس متفقہ مسئلہ پر اتنا قوی اور مضبوط ہے کہ مدعی نبوت سے دلیل مانگنے والے کو کم از کم ضعیف ایمان تصور کیا گیا ہے مگر ان روز روشن دلائل کی موجودگی میں بھی مرزائی وہی رٹ لگائے جاتے ہیں، قادیانی گروہ صرف شرعی اور غیر شرعی وغیرہ کی غیر شرعی حجت پیش کرتے ہیں اور مرزائیوں کا دوسرا لاہوری گروہ مسیح موعود اور مجدد وغیرہ کا جھوٹا سہارا لے کر دونوں اپنے اپنے لٹریچر اور جرائد و رسائل میں پاکستان کے اس عین اسلامی آئین کی دھجیاں اڑا رہے ہیں مگر مقام افسوس ہے کہ جیسے سابقہ بھٹو حکومت خاموش تھی موجودہ حکومت بھی اس معاملہ میں بالکل خاموش دکھائی دیتی ہے حتیٰ کہ اب ہفت روزہ پیغام صلح لاہور مجریہ ۲۰ دسمبر ۱۹۷۸ء نے شناختی کارڈ کے بیان حلفیہ نمبر ۲ کو اپنے اداریہ میں ہدف تنقیص بنایا ہے اور اس پوری عبارت کو درج کر کے اس کے مرزائی منطق سے اس کا رد کیا ہے اور اسی شمارہ میں نظام مصطفیٰ کو کئی قسم کی تاویلوں سے مرزا قادیانی کی حقانیت ثابت کر کے پاکستان قومی اتحاد کے واجب الاحترام صدر مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ اور دیگر زعماء پر کیچڑ اچھالا ہے۔ ہفت روزہ چٹان لاہور کی روایت کے مطابق مرزائی اب ہندوؤں کو خرید کر کے سالانہ جلسے میں لائے ہیں تاکہ ان کی کثرت ظاہر ہو، اب مرزائیوں کے عقائد کوئی ڈھکے چھپے نہیں رہے وہ زعمائے ملت اور ملک کے مقتدر علماء کے خلاف زہر اگل کر اور ملک کے خلاف سازشوں میں مصروف ہیں اور اس افراتفری کی فضا میں وہ اکھنڈ بھارت کے منحوس خواب دیکھ رہے ہیں۔

اس لیے ہم اپنی حکومت سے مخلصانہ مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ دیگر تخریب کاروں کی طرح مرزائیوں کا احتساب بھی کریں کہ وہ پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے روز اول سے ہی تخریب کاری میں مصروف دکھائی دیتے ہیں اور ہر حکومت کو طرح دے کر اپنی منافقانہ چال کے مطابق بچ نکلنے میں کامیاب ہوتے رہے ہیں۔ اس لیے ان کا احتساب ناگزیر ہے۔

حافظ ارشاد احمد دیوبندی۔ اسلامی دواخانہ ظاہر پیر۔ ضلع رحیم یار خان۔

طلباء کو رہا کر کے مجرموں کو سزا دی جائے

عید کے موقعہ پر ایوب اسٹیڈیم میں ڈانس کے شرمناک مظاہرہ پر جھڑپ میں دینی مدرسہ کے طلباء کو ملزم ٹھہرا کر ان کو گرفتار کر لیا۔ ایک اسلامی ملک میں خصوصاً جبکہ صدر ضیاء الحق اسلامی قوانین کے نفاذ کا بتدریج اعلان کر رہے ہیں ایسی صورت میں ڈانس کا ہونا اور پھر ڈانس کرنے کروانے والوں کی پولیس کی حفاظت کرنا مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچانا ہے پھر فحاشی پھیلانے والوں کو گرفتار کرنے کی بجائے طلباء کو دینی مدرسہ سے عید کے دوسرے دن گرفتار کرنا سراسر پولیس کی جانبداری کو ظاہر کرتا ہے۔ آپ کے جریدے کی وساطت سے انتظامیہ اور مارشل لاء حکام سے التماس ہے کہ ناجائز طور پر گرفتار ہونے والے طلباء کو رہا کر کے اور اس میں ملوث ڈانس کرنے والوں اور پولیس والوں کے خلاف کارروائی کی جائے۔

محمد صدیق شاہ
قلات۔ بلوچستان

ایک عظیم الشان خوشخبری

امام اعظم ابو حنیفہؒ اکیڈمی کا قیام

رضا خانیت۔ مرزائیت۔ شیعیت۔ پرویزیت۔ منکرین حدیث کے خلاف علماء دیوبند کی طرف سے بہت کام ہو رہا ہے، اور باقاعدہ جماعتیں ان کے خلاف کام کر رہی ہیں۔ مسلک حنفی پر دن رات اعتراضات کرنے والوں کے خلاف ملک بھر میں بہت کام ہوا ہے مگر کوئی ایسا باقاعدہ ادارہ نہیں تھا جو پوری طرح تحریری و تقریری میدان میں انکی گرفت کرے۔ بحمد اللہ ہمیں یہ شرف حاصل ہے کہ ہم نے ایک باقاعدہ ادارہ قائم کیا ہے جو غیر مقلدین کے جواب میں تحریری و تقریری طور پر کام کر رہا ہے۔ اگر کہیں کوئی غیر مقلد مناظرے کا چیلنج دے تو پہلے اسے سمجھائیں کہ بھائی یہ لڑائی جھگڑے کا زمانہ نہیں۔ اگر پھر بھی وہ باز نہ آئے تو ہم سے رابطہ قائم کریں۔ ادارہ کی طرف سے مندرجہ ذیل کتب شائع ہو کر قبولیت عامہ حاصل کر چکی ہیں۔ ہر حنفی کے پاس ان کتب کا ہونا نہایت ضروری ہے

۱۔ **بارہ مسائل اکابر علماء اہلحدیث کی نظر میں:** **قیمت** ایک روپیہ پچاس پیسے

جرابوں پر مسح۔ بھینس کی قربانی۔ جمعہ کی دوسری اذان۔ نماز جنازہ۔ نماز میں پاؤں چوڑے کرنا۔ دونبے کی قربانی۔ جوتے اتار کر نماز پڑھنا۔ ننگے سر نماز۔ طلاق ثلاثہ وغیرہ پر مکمل بحث کی گئی ہے اور غیر مقلدین کے اکابر علماء کے فتوی جمع کر دیئے گئے ہیں۔ یہ کتاب ایک عظیم شاہکار ہے جس نے غیر مقلدین کو سخت پریشان کر دیا ہے

۲۔ **ترک تقلید کے بھیانک نتائج۔** **قیمت:** ایک روپیہ اس کتاب میں ثابت کیا گیا ہے کہ فتنہ مرزائیت۔ نیچریت۔ چکڑالویت و منکر حدیث وغیرہ ترک تقلید کی وجہ سے پیدا ہوئے اور تمام خرابیوں و برائیوں کی جڑ ترکِ تقلید ہے

۳۔ **تحقیق مسئلہ تراویح۔** **قیمت** ایک روپیہ اس کتاب میں احادیث سے ثابت کیا ہے کہ بیس رکعت تراویح سنت ہیں۔ غیر مقلدین کے اکابر خود بیس تراویح کا فتوی دیتے رہے ہیں۔ آٹھ تراویح کو سنت اور بیس کو بدعت کہنا کہاں تک درست ہے۔ دلائل سے ثابت کیا گیا ہے۔

۴۔ **امام اعظم ابو حنیفہ اپنوں اور غیروں کی نظر میں۔** **قیمت ۱/۲۵** اس کتاب کے شروع میں امام صاحب کے حالات فضائل و مناقب اور آخری صفحات میں اکابر علماء اہلحدیث مولانا سید محمد داؤد غزنوی اور مولانا ابراہیم سیالکوٹی کی طرف سے چند حوالہ جات درج کئے گئے ہیں۔ ہر دو حضرات نے ثابت کیا ہے کہ امام صاحب کی شان میں گستاخی کرنے سے آدمی مرزائی ہو جاتا ہے اور اس سے نور ایمانی سلب ہو جاتا ہے۔

زیر طبع کتابیں: ٭ اہل حدیث نام کی الاٹمنٹ، ٭ تحقیق مسئلہ رفع یدین ٭ فاتحہ خلف الامام ٭ تحقیق مسئلہ آمین بالجہر ٭ غیر مقلدین اپنے اکابر کی نظر میں، ٭ غیر مقلدین اور انگریزی خدمات

محمد قاسم قاسمی مدیر امام اعظم ابو حنیفہؒ اکیڈمی، فقیر والی، ضلع بہاولنگر